ماہنامہ

انوارِ مدینہ

جلد : ۲۱	شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ / جون ۲۰۱۳ء	شمارہ : ٦

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 0954-020-100-7914-2

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
اَلْمُضَارَبَۃُ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۴
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۲۱
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۴
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۲۷
سالانہ اِمتحانی نتائج دورۂ حدیث شریف		۳۲
معاشرتی اِصلاح کے متعلق چند زرّیں ہدایات	حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندویؒ	۳۸
مناقبِ صحابہ واہل بیتِ اَطہار رضی اللہ عنہم	حضرت سیّد اَنور حسین نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ	۴۹
گلدستہ اَحادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۵
شب ِبراءت............فضائل ومسائل	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۷
اَخبار الجامعہ		۶۳

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

آج کل ایک بات عام طور پر بہت دیکھنے میں آرہی ہے کہ جب آپس میں کوئی لین دین کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ چلو کوئی بات نہیں پھر دے دینا یا بعد میں دے دیں گے لیکن یہ بات دِل سے نہیں کہتے ویسے ہی اُوپر اُوپر سے کہہ دیتے ہیں دُوسرا بھی جواب میں اُوپر اُوپر سے کچھ باتیں بنا کر جھوٹی ہنسی میں بات ٹالتے ہوئے جلدی سے بٹوا جیب میں اُتار کر چل کھڑا ہوتا ہے۔ دو چار بار اِس قسم کا جب معاملہ ہو جاتا ہے تو تعلقات میں خرابی آنی شروع ہو جاتی ہے، یہ نشانی ہے اِس بات کی کہ سب رَواداری ''منہ دیکھے'' کی تھی اِسلام نے اِن روّیوں کو ''بدمعاملگی'' قرار دیتے ہوئے اِن کو غیر اَخلاقی اُمور میں شمار کیا ہے اَور ''معاملات'' میں اُصولوں کی پابندی پر بہت زور دیا ہے کیونکہ معاملات ہر وقت اَور ہر کسی کو کثرت سے پیش آتے رہتے ہیں اِس لیے اِن میں ''کھرا پن'' رہنا چاہیے تاکہ معاملات کے تسلسل میں تعطل نہ آنے پائے اَور تعلقات میں بہتری بھی برقرار رہے۔

مشہور قول ہے : تَعَاشَرُوْا کَالْاِخْوَانِ وَتَعَامَلُوْا کَالْاَجَانِبِ
آپس میں رہو بھائیوں کی طرح اَور معاملہ کرو غیروں کی طرح۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ اَپنے کاروباری اَور تجارتی لین دین میں آپ ﷺ کی بتلائی ہوئی ہدایات پر سختی سے عمل کریں تاکہ ہماری تجارت اَور معیشت کو فروغ حاصل ہو۔ باہمی رواداری اَور حسنِ سلوک کے لیے ''اَخلاقیات'' کا میدان بہت وسیع ہے تحفے تحائف کے ذریعہ باہمی محبت میں اِضافہ کے ساتھ ساتھ حسنِ سلوک کا ثواب بھی حاصل کیا جا سکتا ہے اَپنی حیثیت کے مطابق تحائف کے تبادلہ کی نبی علیہ السلام نے ترغیب بھی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

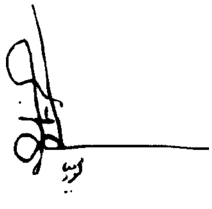

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (ادارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اَقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

ضرورت سے زائد خرچ کرڈالو۔رات عبادت، صبح اِستغفار
جہاد فریضہ ہے، ورلڈ آرڈر کھرے مسلمانوں کا حق ہے
بوڑھے صحابی کا جذبہ قتال۔بادشاہوں کا سالانہ جہاد
آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کی رائے کو درست قرار دیا

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 74 سائیڈ A,B 1987 - 08 - 16)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت آقائے نامدار ﷺ کے زمانے سے یہ چیز چلی آرہی ہے کہ نجات کا باعث تو صرف اِیمان ہے لیکن اِس بات کو عام کرنا یہ منع ہے اَور کیوں منع ہے ؟ اُس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ کم سمجھی کی وجہ سے یہ خیال کرنے لگیں گے کہ بس کلمہ پڑھ لیا نجات ہوگئی اَور چاہے جو کرتے پھریں۔

ایک واقعہ ہے لمبا اُس میں آتا ہے نام حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہم بیٹھے ہوئے تھے ہمارے ساتھ حضرت اَبو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے کچھ اَور لوگ بھی تھے، آپ کھڑے ہوئے اَور کہیں تشریف لے گئے اَور بالکل پتہ نہیں چلا کہ کہاں تشریف لے گئے !

تو ہمیں بڑا اَندیشہ ہوا کہ معلوم نہیں کیا بات ہوئی کیا چیز پیش آئی ہے حادثہ بھی ہوسکتا ہے تو کہتے ہیں وَفَزِعْنَا اِس سے ہم چونکنے ہوگئے یا گھبرا گئے دونوں معنٰی ہو سکتے ہیں۔ ہم کھڑے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھنے کے لیے تو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے تو میں اِس کام کے لیے چلا اَور میں پہنچا ایک باغ میں اَور باغ میں دیکھا میں نے کہ اَندر داخل ہونے کا دَروازہ ہے یا نہیں ہے تو ایک پانی پہنچانے کی جو نالی ہوتی ہے سیراب کرنے کی وہ مجھے نظر پڑی میں اُس میں داخل ہوکر اَندر پہنچ گیا۔

تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا مجھے دیکھ کر کہ اَبوہریرہ ہیں ! میں نے کہا جی ہاں پوچھا کہ کیا بات ہے کیسے آئے ہو یہاں ؟ میں نے عرض کیا کہ اِس طرح تشریف فرماتھے جناب اَور تشریف لے گئے اَور دیر ہوگئی اِنتظار میں، ہمیں خیال ہوا اَور طرح طرح کے اَندیشے ذہن میں آئے تو اِس طرح سے میرے ذہن میں سب سے زیادہ پہلے ذرا خیال آگیا میں پہلے آگیا اَور اِس طرح سے میں یہاں اَندر آگیا لیکن لوگ ضرور اِسی طرح میرے پیچھے تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔

تو آقائے نامدار ﷺ نے اِن لوگوں کی تشویش کا اِحساس فرمایا اَور فرمایا کہ دیکھو یہ میرے چپل ہیں نعل ہے یہ لے جاؤ اَور راستے میں جو آدمی بھی مِلے تمہیں ایسا کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتا ہو خدا ہی کے قابلِ پرستش ہونے کو مانتا ہو تو اُسے جنت کی خبر دے دو خوشخبری سنا دو یَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ .

ایک دستور :

اَور نعلِ مبارک علامت تھی کہ واقعی یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آئے ہیں اَور یہ پرانا دَستور چلا آرہا ہے کہ جب کوئی پیغام بھیجا جاتا تھا تو اُس میں کوئی علامت دے دی جاتی تھی تاکہ دُوسرے لوگ سمجھ جائیں کہ یہ واقعی اُن ہی کا پیغام ہے، بہت اَہم کام ہو جیسے معاہدہ تبدیل کرنا، منسوخ کرنا تو اُس میں یہ دَستور تھا کہ اُن کا سگا عزیز کوئی آئے وہ یہ بات کہے پھر مانی جائے گی ورنہ نہیں۔

یہاں یہ ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے اِنہیں نعلِ مبارک دے دیے اَور کہا کہ دیکھو جو بھی

ایسا آدمی تمہیں ملے جس کے دِل میں یہ یقین ہو کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اُس کو جنت کی خوشخبری دے دو تو اَب یہ دِل تو نہیں ناپ سکتے ہیں کہ کس کے دِل میں ہے کس کے دِل میں نہیں ہے یہ تو صرف بیان کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ جس آدمی کے دِل میں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا یقین ہو وہ جنّتی ہے، یہی کہہ سکتے تھے۔ کہتے ہیں مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مِلے پہلے سب سے تو اُنہوں نے کہا یہ کیا ہے تمہارے ہاتھ میں ؟ اِنہوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نعلِ مبارک ہیں اَور مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے اَور یہ خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا ہے کہ جس سے بھی میں ملوں اُس کو یہ بتا دُوں یعنی یہ حدیث سنا دُوں مَنْ یَّشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ بَشَّرْتُہٗ بِالْجَنَّۃِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن تو لیا اِس کے بعد اُنہیں خوش ہونا چاہیے تھا لیکن ایسی بات نہیں ہے بلکہ اُنہوں نے غور کیا اَور اُنہوں نے اِن کو دَھکا دیا اِن کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دَھکیلا اَور یہ پیچھے گر گئے فَخَرَرْتُ لِاِسْتِیْ اَور کہنے لگے کہ چلو وہیں چلو، لوٹ کے چلو تو یہ لوٹ کے چلے آئے اَور کہتے ہیں میں خوب رویا رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اَور پیچھے پیچھے میرے یہ بھی آگئے۔

تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہلے میں پہنچا تھا اَور رو رہا تھا تو پوچھا آپ نے کہ کیا بات ہوئی ہے ؟ تو وہ کہتے ہیں میں نے بتایا میں اِس طرح سے پیغام جناب کا لے جا رہا تھا عمر رضی اللہ عنہ مِلے اُنہیں میں نے یہ بات سنائی اُنہوں نے جناب مجھے اِس طرح سے دَھکا دیا سینے پر میرے ایسے دَھکیلا کہ میں سرین کے بل گرا اَور یہ کہا کہ چلو لوٹ جاؤ وہیں لوٹ چلو، تو اِتنے میں وہ بھی آگئے پوچھا آپ نے اُن سے یَا عُمَرُ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا فَعَلْتَ یہ تم نے کیا ہے اِس کی وجہ کیا ہوئی کس لیے ایسے کیا ؟

عدالتی اُصول :

اِس حدیث میں ایک سبق یہ بھی ہے کہ جب تک دُوسرے کی بات نہ سن لے کوئی فیصلہ نہ کرے تو آقائے نامدار ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی اَور بات بھی ہوئی ہو قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ عرض کرنے لگے پورے آداب کے ساتھ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ

بھی لگا یا ساتھ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اَبَعَثْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ کیا جناب نے بھیجا ہے واقعی، نعلِ مبارک دے کر بھیجنا اَور بات ہے اَور یہی پیغام دے کر بھیجنا کیا یہی پیغام دے کر جناب نے بھیجا ہے یا نہیں، تردّد تھا اِن کو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نَعَمْ میں نے یہی پیغام دے کر بھیجا ہے اَور یہ ٹھیک کہتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے قبول فرمائی :

یہ عرض کرنے لگے پھر جناب ایسا اعلانِ عام نہ کرائیے اَور مجھے یہ اَندیشہ ہے کہ یہ پیغام سنیں گے تو بس لوگ تو پھر عمل کرنا چھوڑ دیں گے بیٹھ جائیں گے فَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یَّتَّکِلَ النَّاسُ عَلَیْھَا میرے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ جناب اُنہیں عمل کرتا ہوا چھوڑ جائیں فَخَلِّھِمْ یَعْمَلُوْنَ . تو آقائے نامدار ﷺ نے اُن کی رائے سنی تو اُس سے اِتفاق فرمایا اَور فرمایا فَخَلِّھِمْ[1] رہنے دو بس ٹھیک ہے کیونکہ اِس میں غلط فہمی عام لوگوں کو ہو سکتی ہے اَور موٹی سمجھ والوں کو تو ضرور ہو جائے گی جو گہرائی تک نہیں پہنچتے اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے دُنیا میں اَور گہرائی تک پہنچنے والوں کی تعداد ہمیشہ ہی کم رہی ہے اَور یہ اللہ کی حکمت ہے اگر سب ایک جیسی سمجھ کے ہوتے تو حاکم کے بعد کوئی محکوم نہ ہوتا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا سوال اَور آپ ﷺ کا جواب :

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کوئی عمل مجھے ایسا بتلائیے کہ جنت کے قریب کر دے جہنم سے دُور کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِن کے اِس سوال کو پسند بھی فرمایا اَور فرمایا لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِیْمٍ تم نے بہت بڑی بات کے بارے میں سوال کیا ! وَاِنَّهٗ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَنْ یَّسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ جس کے لیے اللہ اُسے آسان کر دے وہ آسان بھی ہے کوئی مشکل بھی نہیں ہے اَور اِرشاد فرمایا کہ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا اللہ کی عبادت کرو اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز پڑھو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، حج بیت اللہ کرو، یہ اَعمال رسول اللہ ﷺ

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۹

نے بتلا دیے۔ اَور حج کی فرضیت جو ہوئی ہے وہ سن ۸ ھ میں ہوئی ہے جب فتحِ مکہ مکرمہ ہو گیا گویا یہ آخری دَور کی روایت معلوم ہوتی ہے۔

پھر فرمایا اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ جو بھلائی کے نیکوکاری کے نیکی کے دَروازے ہیں وہ بتاؤں تمہیں اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ روزہ ڈھال ہے اَور اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَةَ یہ جو گناہ کی آگ ہوتی ہے صدقہ اُسے مٹا دیتا ہے كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ جیسے پانی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے اِس میں ''زکوة'' کے علاوہ ''صدقہ'' کا لفظ کہا گیا ہے۔

ضرورت سے زائد سب خرچ کردو :

کہیں اِس سے بھی آگے آتا ہے ﴿ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ﴾ کیا خرچ کریں ﴿ قُلِ الْعَفْوَ ﴾ اِرشاد فرمایا اِن سے کہہ دو کہ جو تمہاری ضرورت سے زائد ہے وہ خرچ کرو۔

ایک دفعہ گوشت آیا تھا گھر میں تو آقائے نامدار ﷺ نے پوچھا کہ گوشت آیا تھا تو عرض کیا اہلیہ مطہرہؓ نے کہ وہ سب تقسیم ہو گیا دے دیا لوگوں کو، بس اِتنا یہ بچا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب بچا ہے سوائے اِس کے جو ہم کھالیں گے باقی جو خدا کے نام پر دے دیا وہ سب بچا ہوا ہے وہ سب ہمارے لیے محفوظ ہو گئے۔ فرمایا ﴿ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ﴾ کیا خرچ کریں ﴿ قُلِ الْعَفْوَ ﴾ جو تمہاری ضرورت سے زائد ہے وہ خرچ کرو۔

نمازِ تہجد :

اِرشاد فرمایا یہ کہ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ ایک چیز یہ ہے کہ آدمی رات کے وقت نماز پڑھے رات کے ساتھ تاریکی کا تصور خود آتا ہے گویا خاموشی ہے اَور چھپ کر اَپنے اَور خدا کے درمیان جو اِس طرح سے نماز پڑھتا ہے پھر اَپنے آپ کو یہ بھی سمجھے کہ میں نے کچھ نہیں کیا یہ بھی ضروری ہے اَور اگر تہجد پڑھنے لگا مگر اَپنے آپ کو دُوسروں سے اچھا بھی سمجھنے لگا تو پھر غلط بات ہو جائے گی وہ ایسے ہے جیسے نیکی بھی کی اَور اُس پر پانی بھی پھیر دیا تو اللہ تعالیٰ کم سمجھی سے بچائے۔

رات عبادت، صبح اِستغفار :

قرآنِ پاک میں تو ہے کہ ﴿ کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَایَھْجَعُوْنَ ﴾ رات کو تھوڑے وقت لیٹتے ہیں اَور سوتے ہیں ﴿ وَبِالْاَسْحَارِھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾ اَور صبح کے وقت وہ اِستغفار کرتے ہیں تو کم سوئے یعنی زیادہ وقت عبادت میں گزارا، اِس کے باوجود اِستغفار کی ضرورت ہے، یہ نہیں ہے کہ اَپنے آپ کو اچھا سمجھ لیا اعلیٰ سمجھ لیا۔

علماءِ ربانیین کی علامت :

قرآنِ پاک میں ہے اہل اللہ کی علامت ﴿ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ اُن کے پہلو لیٹنے کی جگہ سے اَلگ رہتے ہیں ﴿ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ﴾ اللہ کو پکارتے ہیں اللہ کو یاد کرتے ہیں (اِس حال میں کہ) دونوں چیزیں مِلی ہوئی ہوتی ہیں ''خوف'' بھی ''طمع'' بھی، اللہ سے (مغفرت اَور رضا کے) ملنے کی اُمید اَور خوف بھی اللہ کا۔ یہ آیت آقائے نامدار ﷺ نے سنائی۔

چوٹی کا عمل اللہ کے راستہ میں قتل کرنا اَور قتل ہوجانا :

اِس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ نے بہت چوٹی کی باتیں بتلائیں اِن میں اہم بات اِسلام اَور اُس کا ستون نماز، اُس کی چوٹی جو اُوپر کی ہے وہ ''جہاد'' ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ جہاد بڑا مشکل کام ہے جو جاتا ہے اُس کو تھوڑی دیر کے لیے بھی پتہ نہیں ہوتا کہ وہ زندہ رہے گا یا نہیں .... جس پر گزرتی ہے وہ جان سکتا ہے۔

جہاد کے فوائد :

دُوسرے یہ کہ جہاد کے جو فوائد ہیں اُن کا اَندازہ ہی آپ نہیں کرسکتے، جہاد کی خاطر تو بس اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ﴿ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ ﴾ اللہ نے مال بھی جان بھی لے لی اَور فرمایا ﴿ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ﴾ اللہ کے راستہ میں قتال کرو اَور فرمایا ﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا ﴾ نکل کھڑے ہو ہلکے اَور بوجھل ہر حال میں۔

بوڑھے صحابی کا جذبۂ قتال، لاش کی حفاظت :

ایک صحابی تھے اُنہوں نے یہ سنا اَور کہا کہ میں جا رہا ہوں جہاد میں اَور وہ عمر رسیدہ تھے بیٹوں نے کہا کہ جناب ہم جا رہے ہیں، کہا نہیں میں خود جاؤں گا اللہ کا یہ اِرشاد میرے کان میں پڑے اَور میں نہ جاؤں خود، یہ نہیں ہوسکتا۔ تو خود ضعیف العمر تھے مگر باصرار تمام وہاں پہنچے اَور راستے میں تھے کہیں بحری سفر پر تو وفات ہوگئی۔ صحابی کہتے ہیں ہم نے ایک ہفتہ اُن کی لاش اَپنے ساتھ ہی رکھی پھر جب ہم اُترے ہیں ساحل پر وہاں اُن کو دفن کیا، اَب ہر ایک کے لیے یہ حکم نہیں ہے بہرحال اُن کی لاش کو خدا نے سالم رکھا اَور واقعی سالم رہی ہوگی تبدیلی اُس میں کوئی نہیں آنے پائی یہ بھی نہیں کہ اُنہوں نے ممی (Mummy) لگائی ہو یا کچھ اَور کیا ہو مصالحہ لگایا ہو، ایسی کوئی چیز نہیں یہ غیر مسلموں کا طریقہ تھا اِسلام میں تو نہیں ہے یہ، اِسلام میں تو یہی ہے کہ جب اِنتقال ہوجائے تو پھر تدفین جلد کردی جائے بس۔

جہاد کے لیے بادشاہوں کا ''سال'' :

تو مطلب یہ ہے کہ جہاد بہت بڑی چیز ہے اَور بادشاہ جہاد کرتے رہے ہیں ثواب کی نیت سے (حالانکہ خود اُن کو جانے کی) ضرورت نہیں تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جہاد کے لیے جایا کرتے تھے یہ ہارونِ رشید جو تھا عباسی خلیفہ ایک سال حج کے لیے جاتا تھا ایک سال جہاد کے لیے۔

جہاد اَور ورلڈ آرڈر :

اَور جہاد ہی تھا جس کی وجہ سے آپ سپر پاور رہے ہیں دُنیا میں، اگر جہاد نہ ہوتا تو سپر پاور نہیں بن سکتے تھے اَور یہی ہے حکم ﴿ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ﴾ تم سب سے اُوپر ہو سب سے اُوپر تو سپر پاور ہوتا ہے ﴿ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ اگر (تم کامل مومن ہو) اَور فرمایا ﴿ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ ﴾ اللہ خلیفہ بنائے گا تمہیں تو آقائے نامدار ﷺ نے اُنہیں (معاذؓ کو) بتایا کہ وَذُرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ اِس کی چوٹی جو ہے وہ جہاد ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی جو شہادت ہوئی وہ عمواس (فلسطین) میں ہوئی ہے جہاں حضرت اَبوعبیدہ اِبن الجراح رضی اللہ عنہ بھی تھے دُوسرے حضرات بھی تھے، حضرت بلالؓ بھی تھے وہاں وباء پھیلی اَور اُس میں اِن کی وفات ہوئی ہے لیکن یہ وہ علاقہ تھا جہاں جہاد جاری تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں وہاں وباء ہوا کرتی تھی اُس وقت اُس وباء میں بہت بہت قیمتی حضرات وفات پا گئے تو اِرشاد فرمایا کہ اِس کی چوٹی جو ہے وہ جہاد ہے۔

جہاد کی خاص برکت :

اَور بلا شبہ سارے سیاسی اِختلافات جتنی قسم کے بھی ہیں سب ختم ہو جاتے ہیں کوئی آپس میں مسلمانوں میں تفریق نہیں رہتی ایک دُوسرے کے ساتھ مدد معاونت یہ جذبات پیدا ہوتے ہیں اِتحاد کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ورنہ تو خالی بیٹھے ہوئے ہیں جیسے پاکستان میں روز فرقہ واریت اَور طرح طرح کی چیزیں۔

جہاد سے غفلت کی سزا :

بہرحال ایک فریضہ ہے جس سے غفلت کی اُس غفلت کی سزا یہ مِلی کہ یورپ حاوی ہو گیا اِسلامی طاقتوں کو ختم کر دیا اُس نے اَور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

''ورلڈ آرڈر'' شرعی فریضہ :

فریضہ کیا تھا ؟ فریضہ یہی تھا کہ اَپنے آپ کو سپر پاور رکھو ﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ ﴾ خدا اَور رسول کے دُشمن اَور اَپنے دُشمن پر رُعب ڈالتے رہو، سب سے آگے تیاری میں بھی تم رہو، تو یہ راکٹ واکٹ جو بنائے ہیں یہ فرض تھے ہمارے اُوپر مذہبی رُو سے اِن سے ہم نے کوتاہی کی ہے اَگر قوم کوتاہی کرتی ہے تو بڑی سخت سزا مِلتی ہے پھر تو اُس کی سزا سارا مُلک بھگتا ہے۔

خرابیوں کی جڑ ''زبان'' :

آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں یہ ساری چیزیں جو جڑ ہیں اِن کی وہ بتاؤں اُنہوں نے کہا ضرور۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اَپنی زبانِ مبارک پکڑی اَور فرمایا کُفَّ عَلَیْکَ ھٰذَا اِس کو روکے رکھو فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ! وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِہٖ جو ہم باتیں کرتے ہیں کیا اِن پر مواخذہ ہوگا ؟ تو آقائے نامدار ﷺ نے جواب دیا ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَامَعَاذُ ! وَھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَوْ عَلٰی مَنَاخِرِھِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ [1] یہ جو جہنم میں لوگوں کو منہ کے بل گراتی ہیں چیزیں وہ کیا ہیں ؟ وہ زبان ہی کی بوئی ہوئی کھیتی ہوتی ہے جب وہ کٹتی ہیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے۔

زبان سے جتنے گناہ ہوتے ہیں اُن کا تو اَنداز بھی آپ نہیں کر سکتے ہر وہ آدمی جس کی زبان چلتی ہے کمزور ہو چاہے گناہ کر سکتا ہے بیمار ہو گناہ کر سکتا ہے جوان ہو ضعیف العمر ہو کوئی بھی ہو زبان سے گناہ ہوتے ہیں۔ تو آقائے نامدار ﷺ نے پھر اِس طرف توجہ دلائی اَور اِس سے ہی کلمہ بھی اَدا کرتے ہیں اِس سے ہی کلمۂ خیر بھی کہتے ہیں اَور اِسی سے ہی کلمۂ شر بھی کہا جاتا ہے کلماتِ کفر بھی کہے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے عمل کی توفیق دے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محشور فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء..............

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۲۹

علمی مضامین سلسلہ نمبر۶۳

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔(اِدارہ)

اَلْمُضَارَبَۃُ

اُردو میں اِسے ''مضاربت'' لکھتے اَور بولتے ہیں۔عربی میں اِسے مُقَارَضَۃٌ اَور مُعَامَلَۃٌ بھی کہتے ہیں۔اِس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک شریک کا روپیہ ہو اَور دُوسرے شریک کی محنت ہو۔

تجارت کے طریقوں میں مضاربت کا ثبوت اِس حدیث سے ملتا ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اِس طریقہ سے تجارت کرتے تھے۔جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِسے جائز قرار دیا۔وہ جسے روپیہ دیتے تھے اُس سے یہ شرطیں طے کر لیا کرتے تھے کہ

☆ وہ مال لے کر بحری سفر نہ کرے۔

☆ مال کسی وادی میں نہ اُتارے (کیونکہ وادی نشیب میں ہوتی ہے اَور پہاڑی علاقہ میں کہیں دُور بارش ہوئی ہو تو اَچانک پانی بے خبری میں آکر سامان وغیرہ سب بہا لے جاتا ہے)۔

☆ ایک شرط یہ طے کیا کرتے تھے کہ میرا مال جانور خریدنے کے کام میں نہ لانا۔اَگر تم نے ایسا کیا اَور پھر کوئی نقصان ہوا تو تم پر ضمان آئے گا۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے یہ شرطیں درست قرار دیں۔

مضاربت کے ثبوت کی دُوسری دلیل اِجماعِ صحابہ ہے۔سیّدنا عمر، عثمان، علی، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر اَور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و عنہم نے مضاربت پر مال دیا ہے اَور اِن

حضرات نے یتیم بچوں کے مال مضاربت پر دیے ہیں۔ یہ سب کچھ سب صحابہ کرامؓ کے سامنے ہوتا رہا اَور کسی نے اِس کی مخالفت نہیں کی اِس لیے اِسے اِجماع کہا گیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ اَور عبیداللہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے عراق گئے اُن دِنوں حضرت اَبو موسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ وہاں اَمیر تھے اُنہوں نے اِن سے فرمایا کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں آپ کو پیش کرتا میرے پاس مرکزی بیت المال بھیجنے کے واسطے روپیہ رکھا ہے آپ ایسا کریں کہ اِس کا یہاں سے سامان خریدلیں مدینہ منورہ پہنچ کر فروخت کر کے روپیہ بیت المال میں داخل کر دیں اَور نفع آپ رکھ لیں۔ جب یہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر فرمایا کہ یہ روپیہ کسی کا بھی نہیں ہے یہ روپیہ بیت المال (اسٹیٹ بینک کا ہے) اَور یہ سب مسلمانوں کا (عوام کا) ہے اِس لیے روپیہ اَور نفع سب بیت المال میں داخل کر دو، یہ نفع بھی سب مسلمانوں کا (عوام کا) ہی رکھو۔ اِس پر عبداللہ خاموش ہوگئے اَور عبیداللہ نے عرض کیا کہ اِس میں ہماری محنت اَور ذمہ داری بھی شامل ہے کہ اگر یہ ہم سے تلف ہوگیا ہوتا تو ہم اِس کے ذمہ دار ہوتے اَور ضمان دیتے۔ اَور صحابہ کرامؓ بھی موجود تھے اُنہوں نے رائے دی کہ اے اَمیر المومنین آپ اِن دونوں کا مضاربت کی طرح نفع میں حصہ کر دیجیے آدھا نفع اِن کو اَور آدھا بیت المال کو دے دیجیے۔ آپ نے اِس صورت پر عمل کرنے کی اِجازت دے دی۔

غرض جنابِ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے لے کر اَب تک ہر دَور میں اِس صورت پر عمل چلا آرہا ہے اَور کبھی کسی نے اِسے منع نہیں کیا اَور اِجماعِ اُمت جس زمانہ میں بھی ہو حجت ہوتا ہے چہ جائیکہ ہر دَور میں پایا جا رہا ہو۔

نیز عقلی طور پر بھی ظاہر ہے کہ تجارت کی اِس صورت کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ بسا اَوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کے پاس مال ہوتا ہے اَور تجارت کی اہلیت نہیں ہوتی اَور دُوسرے شخص کا ذہن تجارتی ہوتا ہے لیکن اُس کے پاس مال نہیں ہوتا تو اِس صورت کے شروع ہونے میں دو ضرورت مندوں کی ضرورت رفع ہوتی ہے اَور حق تعالیٰ نے خرید و فروخت کا سلسلہ بندوں کے مصالح کے لیے اَور اُن کی

ضرورتوں کو پورا کرنے ہی کے لیے رکھا ہے۔ (بدائع الصنائع ج ٦ ص ٧٩)

اِس تجارتی معاملہ کو طے کرنے کے لیے شریعت نے جو طریقہ بتلایا ہے اِس میں کچھ شرائط رکھ دی ہیں۔ اگر اِن شرائط کے مطابق ہوگا تو جائز ہوگا ورنہ ناجائز۔

(۱) ایک شرط یہ ہے کہ کاروبار میں جتنا روپیہ لگانا ہے وہ طے ہو اَور دُوسرے شخص کو صاف طرح بتلا دیا جائے کہ میں اِتنا روپیہ دُوں گا۔

(۲) اَور روپیہ دے بھی دیا جائے تاکہ کاروبار چلنے لگے ورنہ معاملہ فاسد شمار ہوگا۔

(۳) نفع کی تقسیم بھی طے ہو کہ روپے والے کو کتنا اَور محنت والے کو کتنا نفع ملے گا اگر مقدارِ نفع طے نہ ہوئی اگر صرف اِتنی ہی بات کی گئی ہے کہ نفع ہم دونوں کا ہوگا تو اِس صورت میں نفع آدھا آدھا ہوجائے گا۔ (بدائع الصنائع ج ٦ ص ٨٥)

(۴) اگر نفع کی تقسیم کے لیے یہ طے کیا کہ نفع میں مثلاً ایک ہزار میرے (صاحبِ مال کے) اَور باقی تمہارے (یعنی محنت کرنے والے کے) یا اِس کے برعکس تو یہ درست نہیں۔ معین رقم نہیں طے کی جاسکتی اِس سے عقد فاسد ہوجائے گا۔

نفع معین کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ روپیہ دینے والا اَپنا ایک حصہ رکھ لے نفع کا چوتھائی یا تہائی یا نصف وغیرہ جو بھی دونوں میں طے ہوجائے، اگر نفع ہوگا تو کام کرنے والا اِس میں حصہ کا حقدار ہوگا اَور نفع نہ ہوا تو نہیں۔

(۵) یہ شرط بھی درست نہیں ہے کہ اگر نفع نہ ہوا تب ہم آپ کو (کام کرنے والے کو) اَصل مال میں سے اِتنا دیں گے اِس سے بھی مضاربت میں فساد آجاتا ہے۔

(٦) اگر یہ طے کیا کہ نقصان کی صورت میں نقصان بذمۂ کارکن ہوگا یا یہ طے کیا کہ نقصان میں دونوں (پیسے والا اَور کام کرنے والا) شریک ہوں گے تو یہ بھی غلط ہے۔ نقصان کی صورت میں صرف روپیہ دینے والا شریک ہی اِسے برداشت کرے گا۔

(٧) اگر صاحبِ مال نے یہ طے کیا کہ میں خود یا میرا فلاں آدمی تمہارے ساتھ کام کیا

کرے گا تو بھی مضاربت نہیں رہے گی (کیونکہ یہ صورت مضاربت کی نہیں ہوتی مضاربت میں ایک کا روپیہ اَور دُوسرے کا کام ہوا کرتا ہے)۔

(۸) مذکورہ بالا ممنوعہ شرائط میں سے اگر کوئی شرط رکھ لی ہو تو مضاربت ختم ہو جائے گی اَور یہ فیصلہ دیا جائے گا کہ کام کرنے والا شخص ملازم ہے۔ اِس شخص کو صاحبِ مال اِتنی تنخواہ دینے کا ذمہ دار ہے جتنی رواجًا اِس جیسے ملازم کی ہوا کرتی ہے اَور نفع نقصان صاحبِ مال کا ہوگا۔

اَلبتہ اگر تنخواہ کی رقم زیادہ بنتی ہو اَور نفع کم ہوا ہو تو یہ فیصلہ دیا جائے گا کہ نفع ہی دے دیا جائے اَور آئندہ کے لیے وہ اَز سرِ نو معاملہ طے کر کے کام کریں یا معاملہ ختم کر دیں۔

(۹) صاحبِ مال اگر شروع ہی میں معاملہ فسخ کرنا چاہتا ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ کام کرنے والے ساتھی نے سامان خرید لیا ہے یا نہیں ؟ اگر اُس نے سامان خرید لیا ہو تو اَب صاحبِ مال معاملہ کو فسخ نہیں کر سکتا اَور اگر سامان نہ خریدا ہو تو فسخ کر سکتا ہے۔

(۱۰) مضاربت کے طریقہ پر تجارت غیر مسلم کے ساتھ بھی کی جا سکتی ہے۔

مُزَارَعَۃْ :

یعنی زمین کھیتی بونے کے لیے بٹائی پر دینی۔

یہ اِمام اَعظم اَبو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اِمام اَعظمؒ کے اِس فتوے پر اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل بھی رہا ہے۔

لیکن اِمام اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہر دو جلیل القدر شاگرد اِمام اَبو یوسفؒ اَور اِمام محمدؒ اِسے جائز قرار دیتے ہیں۔

جو حضرات مزارعت کو جائز قرار دیتے ہیں اُن کی بڑی دلیل یہ ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کا علاقہ فتح کیا تو وہاں کی یہودی آبادی کو آپ نے وہیں رہنے دیا اَور زمین جو مسلمانوں کی ہو چکی تھی اُنہیں بٹائی پر دے دی۔ مزارعت کا نام مُخَابَرَۃْ (یعنی خیبر والا معاملہ بھی ہے)۔

لیکن اِمام اَعظمؒ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے ساتھ آپ کا یہ معاملہ مزارعت کے طریقہ پر نہ تھا بلکہ یہ اُن سے خراج وصول کرنے کی ایک صورت تھی جس کی دلیل یہ ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے اِرشاد فرمایا تھا نُقِرُّ کُمْ مَا اَقَرَّ کُمُ اللّٰہُ ہم تمہیں جب تک خدا چاہے گا اِس صورت پر قائم رکھیں گے۔ آپ نے اِس کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں فرمائی تھی۔ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ یہ خراج ہی تھا (اِسے اِمام اَعظمؒ نے خَرَاجِ مُقَاسَمَۃٌ کا نام دیا ہے) کیونکہ اگر یہ مزارعت ہوتی تو جنابِ رسول اللہ ﷺ مدت ضرور مقرر فرمادیتے۔ مدّت کے تعین کے بغیر کسی کے نزدیک بھی مزارعت ٹھیک نہیں سمجھی گئی۔

نیز کسی بھی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اَور آپ کے بعد حضرت اَبوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے خیبر کے یہودیوں سے جزیہ لیا ہو۔ اگر خیبر کی زمین یہودیوں کو بٹائی پر دی گئی ہوتی تو جزیہ ضرور لیا گیا ہوتا، اِس سے مزید واضح ہو رہا ہے کہ زمین یہودیوں کو بٹائی پر نہ دی گئی تھی بلکہ جزیہ وصول کرنے کا یہ طریقہ اِختیار فرمالیا تھا، اِسی میں جزیہ داخل تھا، اِسی کا نام خَرَاجِ مُقَاسَمَۃٌ ہے۔

اَور مسلمانوں کے آپس کے معاملہ کے بارے میں حدیث میں آتا ہے : نَھَی النَّبِیُّ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَۃِ ''جنابِ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ (مزارعت) سے منع فرمایا ہے۔'' یہ حدیث اِمام بخاریؒ نے بھی تحریر فرمائی ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۲۰)

اَلبتہ اِمام اعظمؒ اِس صورت کو جائز قرار دیتے ہیں کہ سفید زمین کرایہ پر دے دی جائے، یہی حضرت اِبنِ عباس کا فتوی تھا (رضی اللہ عنہما) اِنَّ اَمْثَلَ مَا اَنْتُمْ صَانِعُوْنَ اَنْ تَسْتَأْجِرُوا الْاَرْضَ الْبَیْضَاءَ مِنَ السَّنَۃِ اِلَی السَّنَۃِ. (بخاری ج ۱ ص ۳۱۵)

لیکن فتوی صاحبین (اِمام اَبویوسفؒ و اِمام محمدؒ) کے قول ہی پر ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اِن حضرات نے تعامُل (عمل) کو اہمیت دی کیونکہ تعاملِ صحابہ وتابعین خود بڑا وزن رکھتا ہے، وہ دلیلِ جواز ہے نیز اِس میں سہولت زیادہ ہے اِس لیے کہا جائے گا کہ اَفضل تو یہی صورت ہے کہ زمین کرایہ پر دے دی جائے لیکن جائز یہ بھی ہے کہ بٹائی پر دے دی جائے۔

مزارعت یعنی بٹائی پر زمین دینے کے تفصیلی اَحکام تو کتبِ فقہ میں ہیں لیکن مزارعت کے آسان آسان کچھ اَحکام (قاعدے قانون) یہاں بھی دَرج کررہا ہوں۔

(۱) دونوں میں یہ طے ہونا چاہیے کہ کیا بویا جائے گا۔

(۲) مزارع کھیتی باڑی ہی کر سکتا ہے، درخت نہیں بو سکتا۔

(۳) پیداوار میں حصہ ہر ایک کا صاف معین ہوگا چوتھائی تہائی نصف جو بھی ہو۔

(۴) ہر دو کا حصہ اِسی زمین سے پیدا شدہ کھیتی میں لیا دیا جائے گا کیونکہ بات ہی اِس زمین کی اَور اِس کی پیداوار کی ہے۔

(۵) زمین قابلِ کاشت ہو، بنجر زمین مزارعت پر نہیں دی جاتی۔

(۶) زمین اَور اُس کی حدود متعین ہوں۔

(۷) زمین اُس مدت میں فقط مزارع کے عمل دَخل میں رہے گی، مالک دَخل نہ دے گا۔

(۸) اگر ٹریکٹر اَور بیج مالکِ زمین نے دینے طے کیے ہیں تو بھی جائز ہے اَور اَگر مالکِ زمین فقط زمین دے رہا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ اَور اگر زمین اَور بیج مالک کے، ٹریکٹر یا بیل اَور ہل مزارع کے ہوں تو بھی درست ہے۔

(۹) اگر زمیندار ٹریکٹر دے رہا ہے اَور کاشتکار بیج دے رہا ہے تو اِس صورت میں اِمام اَبو یوسفؒ و محمدؒ (صاحبین) میں بھی اِختلاف ہے۔ اِمام محمدؒ منع کرتے ہیں اَور اِمام اَبو یوسفؒ اِسے جائز قرار دیتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ یہ صورت نہ اِختیار کی جائے۔

(۱۰) کچھ بیج مالکِ زمین اَور کچھ کاشتکار دے یہ بھی درست نہیں۔

(۱۱) اگر ایک شخص نے زمین دی، ایک نے بیج دیے، ایک نے ٹریکٹر اَور چوتھے نے کام کیا تو یہ جائز نہیں۔

اِسی طرح کا واقعہ جناب رسالتمآب ﷺ کے زمانہ میں پیش آیا تھا تو آپ نے اُسے غلط قرار دیا تھا۔

(۱۲) ٹریکٹر یا ہل اَور بیل مہیّا کرنے کی شرط کسی طرف سے بھی دُوسرے پر لازم نہیں قرار دی جائے گی۔ اِس پر کوئی بھی فریق دُوسرے سے نہیں جھگڑ سکے گا اَور مزارع مالکِ زمین کو پابند نہیں کرسکتا۔

(۱۳) مدت مزارعت بھی طے کرنی چاہیے، اِس کی اِبتداء بھی اَور اِنتہاء بھی، بہتر یہی ہے۔

(بدائع الصنائع ج ٦ ص ۱۷۵ تا ۱۸۲)

حامد میاں غفرلہٗ

۱۷؍ مارچ ۱۹۸۲ء

وفیات

گزشتہ ماہ صادق آباد میں حضرت مولانا سعید اَحمد صاحب اَنصاری رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد وفات پاگئے اللہ تعالیٰ مولانا کی دینی خدمات کو قبول فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے۔

گزشتہ ماہ بہاولپور میں جناب قاری غلام یٰسین صاحب کے چھوٹے بھائی جناب محمد صدیق صاحب وفات پاگئے۔

۱۹؍ مئی کو جامعہ کے قدیم فاضل مولانا محمد اَشرف صاحب کے صاحبزادے محمد اَرشد صاحب سڑک کے حادثہ میں وفات پاگئے۔

گزشتہ ماہ مولانا محمد ولید صاحب کے خسر صاحب طویل علالت کے بعد وفات پاگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام عطا فرمائے اَور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قسط : ۳۶ ، آخری

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری ﴾

فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

❁ ❁ ❁

مسلمانانِ ہند کے لیے ۲۲ نکاتی پروگرام :

ذیل میں شیخ الاسلام حضرت مدنی کا ۲۲ ر نکاتی پروگرام مسلمانانِ ہند کے لیے پیش ہے اگر مسلمانانِ ہند نے اِن اُصولوں کو اَپنایا تو وہ بہت ترقی کر سکتے ہیں :

(۱) نماز اَور جماعت کی شدت سے پابندی کی جائے۔

(۲) ہر محلّہ اَور بستی میں کوشش کی جائے کہ کوئی آدمی بے نمازی نہ رہ جائے۔

(۳) شریعت کے جملہ اُمور میں پابندی کی جائے اَور لوگوں کو پابند بنایا جائے۔

(۴) اَور تعلیم کو جس میں مذہبی ضروریات اَور دُنیاوی لوازم ہوں نہایت عموم کے ساتھ اِشاعت دی جائے اَور کم اَز کم بکثرت اِبتدائی مکاتب قائم کیے جائیں۔

(۵) بیاہ اَور شادی کی فضول خرچیاں یک قلم بند کر دی جائیں اَور ایسے قوانین و مراسم بیاہ شادی کے لیے بنائے جائیں جن کے اَدا کرنے میں ہر قوم اَور خاندان کے غریب سے غریب آدمی قرض دار نہ ہوں۔

(۶) غمی کے ایسے قوانین بنائے جائیں کہ اُن میں قرض داری کی نوبت نہ آئے اَور اِسی طرح ختنہ و عقیقہ وغیرہ کے مصارف تقریبًا بالکل بند کر دیے جائیں۔

(۷) مقدمہ بازی اَور اِس کی فضول خرچیاں بند کردی جائیں اَور جہاں تک ہو سکے ہر محلّہ اَور ہر قوم کے پنچ فیصلہ کرادیا کریں یا صلح کرادیں۔

(۸) لڑکوں کواَور لڑکیوں کو جوان ہونے پر جلد بیاہ دیا جائے۔

(۹) رانڈ عورتوں کو حتی الوسع بلا شادی نہ چھوڑا جائے۔

(۱۰) بچپن کی شادی ترک کردی جائے۔

(۱۱) ہر قسم کی تجارت کے شعبوں میں مسلمان مکمل حصہ لیں کوئی شعبہ ایسا نہ رہے جس میں مسلمانوں کی تجارت پورے پیمانے پر نہ ہو۔

(۱۲) مسلمان حضرات حتی الوسع کوشش کریں کہ وہ اَپنی جیب کے پیسہ سے مسلمانوں ہی کو نفع پہنچائیں اَور اُن ہی سے سامان خریدیں۔

(۱۳) سودی قرضہ یک قلم بند کریں۔

(۱۴) مسلمان حتی الوسع کوشش کریں کہ جو فنون سپہ گری قانونًا جائز ہے اُن میں پورے مشّاق ہوں۔

(۱۵) مسلمانوں میں آپس کے اِختلافات بالکل دُور کردیے جائیں اَور مذہب کی حفاظت اَور مسلمانوں کی کمزوری کے دُور کرنے کے لیے باہم پورے متحد ہو جائیں خواہ اُن کا اِختلاف مذہبی ہو یا سیاسی، دُنیاوی ہو یا دینی، شخصی ہو یا قومی، وغیرہ وغیرہ۔

اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اُن کے عقائدِ مختلفہ کا اِزالہ کردیا جائے جو تقریبًا ناممکن ہے بلکہ اگر وہ دُور نہ ہو سکیں تو باوجود اُن کے موجود ہونے کے آپس میں پورا اِتفاق کرلیا جائے اَور رَواداری کو کام میں لایا جائے تاکہ مسلمانوں کی کمزوری دُور ہو جائے۔

(۱۶) فضول جھگڑے اَور ہنگامے نہ اُٹھائے جائیں اگر غیر مذاہب ایسی چیزوں میں جو کہ ہم کو مذہبًا لڑائی اَور جنگ پر مجبور نہیں کرتی ہیں، رواداری یا اِنصاف یا دِل جوئی کا ثبوت نہ دیں تو ہم برسرِ پیکار نہ ہوں۔

(۱۷) اگر مذہب کی ضروریات میں جن پر جان دے دینا ضروری ہے کوئی غیر مذہب دَخل دے تو پوری اِجتماعی اَور اِتحادی قوت کے ساتھ مدافعت کی جائے۔

(۱۸) چونکہ اَقوامِ غیر اِشتعال دے کر عوام مسلمانوں کو ہر طرح کے ضرر پہنچاتے ہیں بلکہ بسا اَوقات بھینس بدل کر اَور غلط اَفواہوں کے ذریعہ سے مسلمانوں میں غم و غصہ اَور ہنگامہ آرائی پھیلاتے ہیں جیسا کہ کلکتہ اَور دُوسرے مقامات میں مشاہدہ ہوا ہے اِس لیے باقاعدہ اُن میں ہر قسم کا اِنتظام کیا جائے اَور اُن کو منظّم طریقہ پر کام کے لیے تیار کیا جائے۔

(۱۹) ہر جگہ والنٹیر قائم کیے جائیں اَور باقاعدہ اُن میں ہر قسم کا اِنتظام کیا جائے۔

(۲۰) اگر غیر مسلم اَقوام مسلمانوں پر دَست دَرازی کریں تو حتی الوسع عفو اَور عالی حوصلگی سے کام لیا جائے مگر اَپنی قوت ہر جگہ ہر ضلع اَور ہر صوبہ میں مکمل طریقہ پر منظّم ہو اَور جب تک سخت مجبوری لاحق نہ ہو جنگ کو ظاہر نہ ہونے دیا جائے اَور اَپنی تنظیم ایسی کر لی جائے کہ غیر مرعوب ہو جائے۔

(۲۱) اِسلام کی اِشاعت میں پوری کوشش کی جائے اَور نہایت مشفقانہ اَور ناصحانہ طریقہ پر لوگوں کو اِسلام کی طرف بلایا جائے۔

(۲۲) جو لوگ مسلمانوں میں مشرکانہ رُسوم کے پابند ہیں اَور ہندوؤں کے پڑوس کی وجہ سے قواعدِ اسلام میں کمزور ہیں اُن کو راہِ راست پر لایا جائے اَور نہایت نرمی اَور محبت سے اُن کو درست کیا جائے۔

قسط : ۲۲

پردہ کے اَحکام

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

بزرگوں اَور پیروں سے پردہ :

بعض جگہ یہ دَستور دیکھا ہے کہ عورتیں پیروں (اَور بزرگوں سے) پردہ نہیں کرتیں اُن کے سامنے آتی ہیں اَور غضب یہ ہے کہ بعض دفعہ تنہائی میں بھی اُن کے پاس آجاتی ہیں کہ کوئی محرم بھی اُس جگہ نہیں ہوتا یہ کس قدر حیا سوز (بے غیرتی) کا طریقہ ہے۔

بیبیو ! پیر سے صرف دین کی تعلیم حاصل کرو اِس کے سوا خدمت وغیرہ کچھ نہ کرو، نہ اُس کے سامنے آؤ، نہ خط و کتابت کرو بلکہ جو کچھ لکھوانا ہو اَپنے مرد سے کہہ دو کہ وہ خود لکھ دے۔ اَور اگر کبھی مجبوری کی حالت میں تم کو خود ہی لکھنا پڑے تو اِس بات کا ضرور لحاظ رکھو کہ خط لکھ کر اَپنے شوہر یا بھائی یا بیٹے کو دِکھلا دیا کرو اَور پتہ مرد ہی سے لکھوایا کرو، اِس میں کوئی زیادتی نہ ہوگی اَور نہ مردوں کو اِس طرح خط و کتابت سے گرانی ہوگی اَور اگر اِس (طرح کرنے) میں بھی اُن کے دِل پر کچھ گرانی دیکھو تو خود ہرگز خط نہ لکھو بلکہ مرد ہی سے لکھوا دیا کرو۔

مگر اَفسوس اِن باتوں کی آج کل بالکل پرواہ نہیں بلکہ یہاں تک بے حیائی ہے کہ ایک عورت نے اَپنے پیر کی شان میں عاشقانہ غزل لکھی جس میں خدوخال اَور فراق و وصال تک کا حال لکھا تھا اَور وہ غزل ایک پرچہ میں شائع ہوئی، پرچہ میرے پاس آتا تھا جب میں نے دیکھا مجھے سخت غصہ آیا اَور اِس پرچہ کا اپنے نام پر آنا بند کرا دیا، خدا جانے وہ پیر بھی کیسے تھے جنہوں نے اِس کو گوارا کیا۔ واقعی شریعت کے چھوڑنے سے حیاء و غیرت بھی بالکل جاتی رہتی ہے۔ (حقوق البیت ص ۳۳)

بزرگوں اَور دینداروں سے زیادہ پردہ کرنا چاہیے :

فرمایا کہ لوگ عورتوں کو بزرگوں سے بچاتے ہی نہیں حالانکہ بزرگوں میں زیادہ قوت ہوتی ہے کیونکہ وہ سب باتوں سے (یعنی بدنگاہی وغیرہ) سے رُکے رہتے ہیں اَور فاسق و فاجر میں کچھ نہیں رہتا کیونکہ کچھ فسق و فجور میں نکل جاتا ہے اَور کچھ آنکھوں کی راہ سے نکل جاتا ہے کچھ گندے خیالات کی راہ سے نکل جاتا ہے۔

اَور جو متقی ہوتے ہیں اُن کا سب ذخیرہ کوٹھری ہی میں (اُن کے اَندر) رہتا ہے سب راہیں نکلنے کی بند رہتی ہیں اِس لیے بزرگوں سے ضرور بچنا چاہیے۔ بخاری شریف کے حاشیہ میں صراحتًہ لکھا ہے کہ اِنَّ شَھْوَۃَ الْمُتَّقِی اَشَدُّ (یعنی متقی کی شہوت زیادہ ہوتی ہے) کیونکہ تقوی کا خاصہ ہے کہ اِدراک صحیح ہوجاتا ہے۔

بزرگوں کا اِدراک بہت صحیح ہوتا ہے۔ آواز سے یہ لوگ اِستدلال کر سکتے ہیں، صورت سے یہ اِستدلال کر سکتے ہیں، لب ولہجہ سے یہ اِستدلال کر سکتے ہیں، چال ڈھال سے یہ اِستدلال کر سکتے ہیں، اِن کے اِستدلال غضب کے ہوتے ہیں۔ (حسن العزیز ج ۱ ص ۶۹۹)

دِیندار متقیوں میں شہوت زیادہ ہونے کی وجہ :

اِبن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اِس قول کی وجہ لکھی ہے کہ اِن حضرات میں ذکر کا نور پھیلا ہوا ہے اَور نور کا اَوّل خاصہ نشاطِ طبیعت ہے اَور اِس اَمر کا دار و مدار نشاط پر ہے جب نشاط ہوگا تو میلان ہوگا چونکہ بزرگوں میں ذکر کا نور پھیلا ہوا رہتا ہے اِس لیے ہر وقت نشاط میں رہتے ہیں اِس لیے میلان بھی اُنہیں زیادہ ہوتا ہے۔ عوام میں تو مشہور ہے کہ مولویوں کو بہت مستی ہوتی ہے اِس کا بھی وہی مطلب ہے گو الفاظ غیر مہذب ہیں اَور وہ مہذب لفظ ہے کیونکہ عربی میں ہے اِنَّ شَھْوَۃَ الْمُتَّقِی اَشَدُّ .

اِس لیے بزرگوں سے ضرور بچنا چاہیے۔ اَب ہوتا یہ ہے کہ عوام بزرگوں سے کہتے ہیں میری لڑکی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر دیجیے، میری بیوی کے سر پر ہاتھ رکھ دیجیے، یہ سب واہیات حرکت ہے بہت ہی

اِحتیاط کرنا چاہیے بزرگوں کو بھی تو فتنوں سے بچانا چاہیے بلکہ دُوسروں سے زیادہ اِن کو بچانا چاہیے وہ بھی تو آخر اِنسان ہی ہیں۔(حسن العزیز ج ۱ ص ۶۹۶)

جوان کے مقابلہ میں بوڑھوں سے زیادہ سخت پردہ کرنا چاہیے :

فرمایا کہ میرے خیال میں اَجنبی عمر رسیدہ (بوڑھے) شخص سے جوان کے مقابلہ میں اَجنبی عورت کو پردہ کرنا زیادہ ضروری ہے۔اَور اِس کی وجہ یہ ہے کہ جوان آدمی میں اگر شہوت زیادہ ہوتی ہے تو اُس میں ضبط کی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے اِس میں اگر تھوڑا سا بھی دین ہوتا ہے تو وہ اَپنے نفس کو روکتا ہے برخلاف بوڑھے شخص کے کہ اُس میں قلب کا میلان غوامض (اَور دقائق حسن سے) باخبر ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے اَور ضبطِ نفس (یعنی نفس پر قابو پانے کی قدرت) اِس میں کم ہوتی ہے اَور یہی وجہ ہے کہ اَکثر بوڑھے لوگوں کے ناگوار واقعات زیادہ سنے گئے ہیں نیز جوان مرد سے عادۃً بھی عورتیں زیادہ پرہیز کرتی ہیں اَور بوڑھے کو تو فرشتہ سمجھتی ہیں اِس لیے اِس سے زیادہ اِحتیاط دَرکار ہے۔
(ملفوظات دعواتِ عبدیت ص ۹۱،۹۰)

وجوہات اَور دلائل :

فرمایا بوڑھے سے زیادہ پردہ اَور اِحتیاط کرنا چاہیے کیونکہ اِس میں جس طرح اَور قوتیں کمزور ہیں ویسا ہی شہوت کی مقاومت (قوتِ برداشت) بھی کمزور ہے اَور تقاضا میلان اِس کو بھی ہوتا ہے اَور مقاومت (تحمل) کر نہیں سکتا۔

دُوسرے یہ کہ اِس کو عروضِ شہوت (شہوت کے پیش آنے) کا اِحساس کم ہوتا ہے اِس واسطے وہ اِس کو شہوت کا تقاضا سمجھتا ہی نہیں۔

تیسرے یہ کہ اِس کو تجربہ کی وجہ سے دقائقِ حسن (خوبصورتی کی باریکیوں) کا اِدراک بہت ہوتا ہے تھوڑے ہی خیال سے یہ مادّہ متحرک ہوجاتا ہے۔(الکلام الحسن ص ۱۳۲)

(باقی صفحہ ۳۱)

قسط : ١٨

سیرت خُلفائے راشدین

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی ﴾

اَمیر المؤمنین فاروقِ اَعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

زُہد اور ترکِ دُنیا :

زُہد اَور ترکِ دُنیا کی یہ حالت تھی کہ بیت المال سے اَپنا وظیفہ سب سے کم مقرر کیا جو آپؓ کی ضرورت کے لیے کسی طرح کافی نہ ہوتا تھا۔ کچھ تجارت کا سلسلہ بھی قائم تھا مگر خود اُس میں مشغول نہ ہوسکتے تھے لہٰذا اِس کی آمدنی بھی بہت کم رہ گئی تھی۔ بیت المال سے قرض لینے کی نوبت آجاتی تھی اَور یہ زیادہ مصارف مہمانوں کے سبب سے ہوتے تھے جو دَرحقیقت سرکاری مہمان ہوتے تھے مگر وہ اُن کے لیے بھی بیت المال سے نہیں لیتے تھے۔

فرمایا کہ بیت المال سے مجھے اِس قدر ملنا چاہیے جو میرے اَور میرے اہل و عیال کے کھانے کے متوسط دَرجہ میں کافی ہو یعنی روزانہ دو دِرہم نقد، سال میں دو جوڑے کپڑے (ایک گرمی کا اَور ایک جاڑے کا) اَور سفرِ حج کے لیے سواری کا اِنتظام اَور بس چنانچہ یہی عمل دَرآمد آپ کا رہا۔ (طبقات ج ٣)

کھانے کا یہ حال تھا کہ اِس وقت کوئی اَدنیٰ شخص بھی اِس کھانے کو بہ رغبت نہ کھا سکتا تھا۔ حضرت موسیٰ اَشعریؓ فرماتے ہیں کہ تین روٹیاں آپ کے لیے آتی تھیں جن میں کبھی روغن زیتون لگا ہوتا تھا کبھی گھی کبھی خشک روٹیوں کے ساتھ دُودھ ہوتا تھا اَور کبھی سکھایا ہوا گوشت جو کوٹ کر اُبال لیا جاتا تھا اَور کبھی تازہ گوشت بھی ہوتا تھا۔ اِزالۃ الخفاء میں روایت ہے کہ مہینے میں ایک مرتبہ تازہ گوشت اِستعمال فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ عراق سے کچھ مہمان آپؓ کے پاس آئے جس میں حضرت جریر بن عبداللہ بھی تھے اُن لوگوں سے آپ کا کھانا نہیں کھایا گیا۔

لباس کا یہ حال تھا کہ سال بھر میں دو ہی جوڑے بیت المال سے لیتے تھے وہ بھی کسی موٹے اَور کُھرّ ے کپڑے کے اَور وہ بھی جب پھٹ جاتے تو اُن میں پیوند لگاتے تھے اَور پیوند بھی کبھی چمڑے کے اَور کبھی ٹاٹ کے۔ ایک مرتبہ شمار کیا گیا تو کُرتے میں دونوں شانوں کے دَرمیان چار پیوند تھے۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے سترہ پیوند اُن کے لباس میں شمار کیے۔

جب ملکِ شام تشریف لے گئے تو ایسا ہی پیوند دَار لباس جسمِ اَقدس پر تھا، مسلمانوں نے کہا کہ آج علمائے یہود و نصاریٰ آپؓ کو دیکھنے آئیں گے اُن کی نظر میں کیسی سُبکی ہوگی اَور وہ کیا کہیں گے ؟ فرمایا ہم کو کسی کے کہنے کی کچھ پرواہ نہیں، ہمیں اللہ نے اِسلام سے عزت دی ہے لباس سے ہماری عزت نہیں ہے۔

قیامِ بیت المقدس کے زمانہ میں آپؓ کا کُرتہ پشت کی جانب سے پھٹ گیا تو آپؓ نے کسی کو دیا کہ دھودے اَور پیوند لگادے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر اِس کے ساتھ ہی ایک اَور اچھے کپڑے کا نیا کُرتہ بھی آپؓ کے لیے بنادیا گیا اَور دونوں آپؓ کے سامنے پیش کیے گئے تو آپؓ نے نئے کرتہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ یہ بہت نرم کپڑا ہے اَور واپس کر دیا اَور فرمایا کہ میرا وہی کرتہ اچھا ہے اُس میں پسینہ خوب جذب ہوتا ہے۔

ایک روز خلافِ معمول گھر میں زیادہ دیر تک رہے جب باہر نکلے تو فرمایا کہ دیر اِس وجہ سے ہوئی کہ میرے کپڑے میلے ہوگئے تھے اِن کو میں نے دھویا جب وہ خشک ہوئے تو پہن کر تمہارے پاس آیا ہوں (کوئی دُوسرا کپڑا نہ تھا کہ اُس کو پہن لیتے)۔

ایک مرتبہ تقریبًا پچاس صحابہ کرامؓ جو مہاجرین میں سے تھے مسجد نبوی میں جمع ہوئے، اُن میں باہم حضرت فاروقؓ کے زُہد کا تذکرہ تھا، کہنے لگے دیکھو تو کسریٰ و قیصر کی سلطنت جس کے قبضہ میں ہے، مشرق و مغرب میں جس کا حکم چل رہا ہے، عرب و عجم کے وفود جس کے پاس آتے ہیں اَور اُس کو اِس حالت میں دیکھتے ہیں کہ اِس کے لباس میں بارہ بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں اُن سے کہنا چاہیے کہ وہ اِس لباس کو بدل دیں اچھا کپڑا پہنا کریں کہ عمدہ لباس سے بھی ایک ہیبت ہوتی ہے اَور کھانے کا بھی کوئی عمدہ

اِنتظام کیا جائے، دونوں وقت وسیع دَسترخوان بچھا کرے اَور مہاجرینؓ وانصارؓ جواُن سے ملنے آتے ہیں وہ اُن کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا کریں لیکن کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے کچھ کہتا آخر سب کی رائے ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنا چاہیے وہ اُن کے خسر ہیں اَور اُن سے کہہ سکتے ہیں چنانچہ سب لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے حضرت علیؓ نے فرمایا میں ایسی بات اُن سے نہ کہوں گا، اُمہات المومنینؓ سے کہلوانا چاہیے۔

اَحنف بن قیسؓ کہتے ہیں کہ پھر وہ لوگ حضرت عائشہؓ اَور حضرت حفصہؓ کے پاس گئے دونوں ایک ہی جگہ مل گئیں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا اچھا میں کہوں گی اَور حضرت حفصہؓ نے کہا کہ وہ مانیں گے نہیں مگر لوگوں کے اِصرار سے دونوں اُم المومنین تشریف لے گئیں اَور بڑی اچھی تمہید کے ساتھ حضرت فاروقؓ سے اِس بارے میں گفتگو کی، آپ سن کر رونے لگے اَور رسولِ خدا ﷺ کی تنگی معیشت کا ذکر کر کے اِن دونوں کو بھی رُلایا اَور فرمایا سنو! میرے دو صاحب تھے میں نے اُن کو جس حال میں دیکھا ہے اگر میں اِس حالت کے خلاف اِختیار کروں تو پھر مجھ کو اُن کا ساتھ نصیب نہیں ہوسکتا۔ یہی حالت حضرت فاروقؓ کی اَخیر وقت تک رہی ذرا تغیر نہیں ہونے پایا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک روز گوشت میں گھی ڈال کر پکایا، حضرت عمرؓ نے نہیں کھایا اَور فرمایا گھی علیحدہ کھانے کی چیز ہے اَور گوشت علیحدہ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب دو کھانے کی چیزیں آپ کے پاس جمع ہوجاتیں تو ایک چیز آپ ﷺ خیرات کر دیتے تھے۔

تمام زمانۂ خلافت میں کبھی خیمہ آپؓ کے پاس نہیں رہا، سفر میں منزل پر پہنچ کر دھوپ یا بارش سے بچنے کے لیے کسی درخت پر چمڑا یا کپڑا آپؓ کے لیے تان دیا جاتا تھا۔

جب مالِ غنیمت کہیں سے آتا تو اَپنا حصہ بھی سب کے برابر رکھتے۔ ایک روز کا واقعہ ہے مالِ غنیمت میں چادریں آئیں اَور سب کو ایک ایک آپؓ نے تقسیم کر دیں، اِس کے بعد جمعہ کے دِن خطبہ پڑھنے کے لیے جو تشریف لے گئے تو اُن ہی چادروں میں سے ایک اَوڑھے ہوئے اَور ایک کی اِزار باندھے ہوئے تھے لوگوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ آپ نکتہ چینی سے خوش ہوتے ہیں چنانچہ سلمان فارسیؓ

کھڑے ہوگئے اَور کہنے لگے کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کا خطبہ نہ سنیں گے آپ نے ہم سب کو تو ایک ایک چادر دی اَور خود دو لیں۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکرائے اَور فرمایا کہ میں نے اَپنی پرانی اِزار دھو کر خشک ہونے کو ڈال دی ہے اَور ایک چادر میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مانگ لی ہے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بولے ہاں اَب ہم آپ کا خطبہ سنیں گے۔

ایک روز کچھ چادریں آپ نے مدینہ کی عورتوں کو تقسیم کیں، ایک چادر بہت عمدہ بچ رہی تو کسی نے کہا کہ اَمیر المومنین یہ چادر حضرت علی مرتضٰی کی صاحبزادی یعنی اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کو دے دیجئے جو آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ہیں فرمایا نہیں اُم سلیط اِس کی زیادہ حقدار ہیں (وہ ایک اَنصاری خاتون صحابیہ تھیں) وہ غزوۂ اُحد میں ہم لوگوں کے لیے مَشک بھر بھر کے پانی لاتی تھیں۔ (بخاری شریف)

ایک مرتبہ اَور ایسا ہی ہوا تو لوگوں نے رائے دی کہ اَپنی بہو صفیہ رضی اللہ عنہا بنت اَبو عبیدہ زوجہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیجئے اُس وقت بھی آپ نے ایسا ہی فرمایا۔ (فتح الباری)

حضرت موسٰی اَشعری رضی اللہ عنہ نے ایک روز بیت المال میں جھاڑو دی تو ایک دِرہم ملا، اُنہوں نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے کسی پوتے کو جو بالکل بچے تھے دے دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بچے کے ہاتھ میں دِرہم دیکھ کر پوچھا تو اُنہوں نے کہا مجھے اَبو موسٰی نے دیا ہے، اِس پر بہت ناخوش ہوئے اَور وہ دِرہم واپس کر کے حضرت اَبو موسٰی اَشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے اَبو موسٰی ! ہمارے گھر سے زیادہ کوئی گھر تم کو ذلیل معلوم نہیں ہوا۔

ایسا ہی ایک واقعہ آپ رضی اللہ عنہ کی پوتی کا بھی ہے کہ وہ دِرہم کو منہ میں رکھ کر روتی ہوئی بھاگیں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے منہ میں اُنگلی ڈال کر دِرہم نکال لیا۔

ایک مرتبہ بحرین سے کچھ مُشک آیا، آپ نے فرمایا کوئی عورت تول دیتی تو میں اِس کو تقسیم کر دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بی بی صاحبہ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں تول دُوں ؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں وہ تمہارے ہاتھ میں لگے گا وہی ہاتھ تم اَپنی گردن میں لگاؤ گی نتیجہ یہ ہوگا کہ اَور مسلمانوں سے زیادہ تمہارے حصہ میں آجائے گا۔

آپ نے آخری وقت میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ بیت المال کے اَسی ہزار دِرہم میرے اُوپر قرض ہیں، میرے باغ وغیرہ فروخت کر کے یہ رقم بیت المال میں واپس کردینا۔ اے عبداللہ ! تم میرے سامنے اِس کی ضمانت کرو چنانچہ وہ اِن کے سامنے ضامن ہوگئے اَور آپ کے دفن سے پہلے اُنہوں نے اہلِ شوریٰ اَور چند اَنصار کو اِس معاملہ پر گواہ کرلیا اَور ایک ہفتہ کے اَندر ہی فروخت کر کے پوری رقم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچادی اَور ایک تحریر بے باقی کی لے لی جس میں چند گواہیاں بھی تھیں۔ (طبقات اِبن سعد ج ۳)۔ (جاری ہے)

بقیہ : پردہ کے اَحکام

میری تو خوب اِطمینان کی تحقیق ہے کہ عفت (پاکدامنی) جیسی جوانوں میں ہوتی ہے بڑھاپے میں نہیں ہوتی عفیف جوان بہ نسبت بوڑھوں سے زیادہ پاکدامن ہوتے ہیں کیونکہ اُن میں ضبط کی قوت زیادہ ہوتی ہے، یہ بالکل تحقیقی بات ہے اِس کا مقتضٰی یہ ہے کہ عورتوں کو بوڑھے آدمی سے زیادہ بچانا چاہیے۔ لیکن اَب لوگوں کا معاملہ برعکس ہے بوڑھوں سے بالکل اِحتیاط نہیں کرائی جاتی یہ بالکل تجربہ و مصلحت کے خلاف ہے بوڑھوں کے ہاتھ میں قرآن اُٹھا کر کہلوالو یہی کہیں گے جو میں کہہ رہا ہوں حضرت میں نے کئی بوڑھوں سے پوچھا سب نے اِقرار کیا۔ شہوت (یعنی میلانِ قلب) تو بوڑھوں میں بھی ہوتی ہے لیکن چونکہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے اِس لیے بزرگ ہیں میلانِ قلب خوب اچھی طرح رہتا ہے یہ نہیں کہ میلان نہ ہو۔ (حسن العزیز ج ۱ ص ۲۹۷)۔ (جاری ہے)

شَهَادَةُ الْعَالَمِيَّةِ فِی الْعُلُوْمِ الْعَرَبِيَّةِ وَالْاِسْلَامِيَّةِ

اَسماءِ گرامی طلباء شریک دورۂ حدیث شریف ۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء

﴿ جامعہ مدنیہ جدید مُحمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

(۲۵-۰۶-۱۴۳۴ھ / 2013 - 05 - 06ء)

نمبر شمار	نام	ولدیت	ساکن	حاصل کردہ نمبر%	التقدیر
1	اَبرار سعید	محمد سعید	مانسہرہ	336	جید
2	اَحمد شریف	مشرف خان	چترال	368	جید جدًا
3	اَختر گل	رحمن اللہ خان	پشاور	275	مقبول
4	اِسماعیل	رُوح الامین	بونیر	283	مقبول
5	اِفتخار اَحمد	سعید اَحمد	کوہاٹ	349	جید
6	اِفتخار اَحمد	محمد مختار	راولپنڈی	327	جید
7	اِلیاس محمود	محمد عبداللہ	کوہاٹ	285	مقبول
8	اَمیر خان	ضمیر خان	کوہاٹ	325	جید
9	اَمین اللہ	محمدصادق	پشین	344	جید
10	آفاق اَحمد میر	سرتاج اَحمد میر	گلگت	437	جید جدًا
11	بابر شہزاد	محمد مشال	مانسہرہ	327	جید
12	بلال اَحمد	علیم الدین	جہلم	278	مقبول
13	ثناء اللہ	محمد قاسم	قلعہ عبداللہ	436	جید جدًا

14	حافظ محمد ندیم	شمس الدین	لاھور	343	جید
15	حافظ وقاص اَحمد	نذیر اَحمد	لاھور	284	مقبول
16	خورشید علی	ھادی خان	کراچی	335	جید
17	ذیشان اَسلم	محمداَسلم	لاھور	346	جید
18	رحیم اللہ	محمد جان	اَپردیر	340	جید
19	ریاض اَحمد	قمرالدین	قصور	359	جید جدًا
20	زاھد اللہ	خورشید خان	کرک	349	جید
21	زاھد اللہ خان	نور ولی خان	بنوں	467	جید جدًا
22	سعید اَحمد	نور محمد	وھاڑی	373	جید جدًا
23	سعید الرحمن	فیض الرحمن	بٹگرام	385	جید جدًا
24	سکندر خان	فضل واحد	لوئردیر	335	جید
25	سمیع اللہ	ھدایت اللہ خان	وزیرستان	451	جید جدًا
26	سمیع الرحمن	خلیل الرحمن	بنوں	329	جید
27	سیّد غلام	محمد غلام خان	بنوں	474	جید جدًا
28	شریف اللہ خان	محمد علی خان	لکی مروت	348	جید
29	شمس اللہ	عبیداللہ	پشین	291	مقبول
30	صبغت اللہ	محمدرفیق راجپوت	لاھور	265	مقبول
31	صغیر اَحمد	گل محمد	ڈی آئی خان	281	مقبول

32	ضیاء اللہ	محمد اَجمل خان	بونیر	292	مقبول
33	طاہر	انور خان	مانسہرہ	337	جید
34	ظاہر اللہ	محمد عبداللہ خان	کوہاٹ	339	جید
35	ظہور اَحمد	منظور اَحمد	ہٹیاں بالا	282	مقبول
36	عابد معاویہ	محمد اَسلم	بھکر	279	مقبول
37	عارف غنی	سیّد رحمن غنی	مالاکنڈ	350	جید
38	عاطف اللہ	محمد رحمن	لکی مروت	307	جید
39	عبدالرحمن	مراد علی	مردان	327	جید
40	عبدالرحیم	عبدالحی	ٹانک	341	جید
41	عبدالفتاح	محمد کریم	آقبوریا	287	مقبول
42	عبدالمُعید	مدام خان	مانسہرہ	269	مقبول
43	عبدالناصر	شمس اللہ	قلعہ عبداللہ	328	جید
44	عبدالوکیل	محمد یٰسین	لاہور	332	جید
45	عبیداللہ	محمد اِسماعیل بلوچ	کراچی	353	جید
46	عرفان یونس	محمد یونس	شیخوپورہ	333	جید
47	عمر فاروق	اللہ دتّہ	جھنگ	404	جید جدًا
48	عمر محمد	محمد یعقوب	سوات	436	جید جدًا
49	عمران شاہ بخاری	سیّد آمالی شاہ بخاری	کراچی	421	جید جدًا

50	عمیر علی عباسی	مقصود علی عباسی	اَیبٹ آباد	355	جید جدًا
51	غلام محمد	محمد اَیوب	بدخشان	281	مقبول
52	قیصر ندیم	منظور اَحمد	خانیوال	279	مقبول
53	گل نواز	طاؤس خان	مانسہرہ	390	جید جدًا
54	ماجد اَسلم	محمد اَسلم	مانسہرہ	500	ممتاز
55	محب اللہ	نقیب اللہ	قلعہ عبداللہ	334	جید
56	مقصود اَحمد	عبدالخالق	کوئٹہ	288	مقبول
57	محمد اَبرار	اِرشاد اَحمد	نارووال	332	جید
58	محمد اَبوبکر	عبدالخالق	قصور	333	جید
59	محمد اَبوبکر	عبدالرحیم	مستونگ	334	جید
60	محمد اِرشاد	محمد اِسحاق	اَوکاڑہ	276	مقبول
61	محمد اَرشد	محمد شیر دل	مانسہرہ	337	جید
62	محمد اِسماعیل	محمد قاسم	بہاولپور	373	جید جدًا
63	محمد اَشفاق	زعفران	نیلم	278	مقبول
64	محمد اِقبال	حضور اَحمد	بہاولپور	275	مقبول
65	محمد اَمین اللہ	محمداعظم	مستونگ	339	جید
66	محمد آصف	عبداللہ	قصور	292	مقبول
67	محمد بشارت علی	راحت علی	پشاور	291	مقبول

68	محمد بلال	اِختیار الملك	مانسھرہ	441	جید جدًا
69	محمد بلال	محمد جمیل	کرك	298	جید
70	محمد جاوید	محمد اَعظم	مظفر گڑہ	403	جید جدًا
71	محمد خالد	وجیح اللہ	پاکپتن	341	جید
72	محمد خان	موضع خان	صوابی	441	جید جدًا
73	محمد داؤد	محمد منیر	میانوالی	378	جید جدًا
74	محمد رضوان اللہ	عبدالواحد	مانسھرہ	336	جید
75	محمد سرفراز	محمد شفیع	اَوکاڑہ	278	مقبول
76	محمد سعید اللہ	ثناء اللہ	مظفر گڑہ	384	جید جدًا
77	محمد شبیر	محمد حسین	مظفر آباد	392	جید جدًا
78	محمد شمشاد	حاکم علی	قصور	290	مقبول
79	محمد طارق خلیل	خلیل الرحمن	کراچی	521	ممتاز(سوم)
80	محمد ظھیر	محمد اکرم	شیخوپورہ	268	مقبول
81	محمد عابد نعمانی	محمد رفیع	بھاولپور	338	جید
82	محمد عارف	جان محمد	قصور	298	جید
83	محمد عاطف	روشن دین	قصور	459	جید جدًا
84	محمد عتیق الرحمن	محمد رفیق	شیخوپورہ	264	مقبول
85	محمد عثمان	مولا بخش	کوئٹہ	336	جید

86	محمد عرفان	محمد گلفام	شیخوپورہ	321	جید
87	محمد عمران	محمد یٰسین	شیخوپورہ	324	جید
88	محمد عمران عباسی	محمد اَسلم عباسی	بہاولپور	466	جیدجدًا
89	محمد عمیر سلیم	سلیم اَختر	قصور	553	ممتاز(دوم)
90	محمد علی	قاسم علی	برما	423	جیدجدًا
91	محمد فاضل	غلام حسن	ہٹیاںبالا	341	جید جدًا
92	محمد محبوب	منظور حسین	ڈیرہ غازی خان	414	جید جدًا
93	محمد مشتاق	غزنی گل	میانوالی	379	جید جدًا
94	محمد منصور	نذیر اَحمد	گوادر	418	جید جدًا
95	محمد نذیر	حاجی اَحمد	میانوالی	271	مقبول
96	محمد نثار	محمد یعقوب	قصور	348	جید
97	محمد نعمان خان	محمد اَنور	قصور	281	مقبول
98	محمد یونس	محمد دین	قلات	278	مقبول
99	مقدارالدین	محی الدین	بٹگرام	346	جید
100	نورالرحمن	شمس الرحمن	صوابی	330	جید
101	نوید اَختر	عبدالرشید	لاهور	335	جید
102	نوید خان	اَیوب خان	مردان	565	ممتاز(اوّل)
103	ولی محمد	محمد اَعظم	بٹگرام	272	مقبول

معاشرتی اِصلاح کے متعلق چند زرّیں ہدایات

﴿ اِفادات : حضرت اَقدس مولانا قاری سیّد صدیق اَحمد صاحب باندویؒ ﴾

✡ ✡ ✡

لڑکیوں کی پرورِش کرنے اَور اُن پر خرچ کرنے کی فضیلت :

فرمایا آج کل لڑکیوں کے پیدا ہو جانے کو عیب سمجھا جاتا ہے، لڑکا پیدا ہونے سے تو خوشی ہوتی ہے لڑکی پیدا ہونے سے خوشی نہیں ہوتی۔ کفارِ مکہ کا بھی یہی حال تھا کہ لڑکی کی پیدائش کو بہت برا سمجھتے تھے لڑکیوں کو زِندہ دفن کر دیتے تھے یہی حال آج اُمت کا ہو رہا ہے کہ لڑکی کی پیدائش کو منحوس سمجھتے ہیں حالانکہ لڑکیوں پر خرچ کرنے میں جتنا ثواب ملتا ہے لڑکوں پر خرچ کرنے میں اِتنا نہیں ملتا۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ میرے مال کا سب سے اچھا مصرف کیا ہے ؟ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ تیری وہ لڑکی جو تیری طرف لوٹا دی جائے۔ لڑکی کے باپ کے پاس لوٹنے کی یہی شکل ہوتی ہے کہ یا تو وہ بیوہ ہو جائے یا مطلقہ ہو جائے یا اُس کا شوہر اُس کو اچھی طرح رکھتا نہ ہو ایسی حالت میں بیچاری کہاں جائے اپنے میکہ ہی تو جائے گی اپنے ماں باپ، بھائی کے پاس ہی تو رہے گی یہاں نہ جائے گی تو پھر کہاں جائے گی، اپنے ماں باپ اَور بھائی بھی اُس کے نہ ہوں گے تو کون ہوگا ؟

بعض لوگوں کو دیکھا کہ لڑکی کی شادی ہو جانے کے بعد پھر اُس کے ساتھ لڑکی جیسا سلوک نہیں کرتے اُس کے ساتھ اَجنبیوں جیسا برتاؤ کرتے ہیں اچھے خاصے پڑھے لکھے دیندار لوگوں تک کو اِس میں مبتلا دیکھا ہے۔ اَرے اِس بیچاری کی اگر بھائی کی بیوی سے نہیں بنتی تو ماں باپ اَور بھائی تو ہیں اُن کو تو خیال کرنا چاہیے۔ تعجب ہے کہ وہ بھی نہیں خیال کرتے۔

لڑکی کی اہمیت :

فرمایا آج کل لڑکی پیدا ہونے کو بہت معیوب سمجھتے ہیں، لڑکا پیدا ہونے کی تو خوشی ہوتی ہے

لڑکی پیدا ہونے کی خوشی نہیں ہوتی۔ لڑکا پیدا ہو تو عقیقہ میں دو بکرے ذبح کر دیں گے دعوت کریں گے خوشیاں منائیں گے لڑکی پیدا ہو تو عقیقہ ہی نہ کریں گے۔

حالانکہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کے لڑکی پیدا ہوئی اَور اُس نے اُس کو اچھی طرح پالا، تربیت کی، شادی کی اُس کے لیے جنت ہے۔

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ عورت بڑی برکت والی ہے جس کے پہلے لڑکی پیدا ہو۔

راقم الحروف نے عرض کیا کہ حضرت معمولاتِ نبوی میں یہ حدیث منقول ہے حضرت نے فرمایا کہ اَور بھی جگہ ہے مفسرین نے بھی نقل کی ہے۔

اَور ایک حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا کہ میرے مال کا سب سے اچھا مصرف کیا ہے (یعنی مال کہاں خرچ کروں) ؟ حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری بیٹی جو تم پر لوٹا دی جائے خواہ اِس وجہ سے کہ بیوہ ہوگئی اُس کا شوہر مرگیا یا اِس وجہ سے کہ اُس کے شوہر نے اِس کو چھوڑ دیا یا طلاق دے دی۔ اَب ایسے حالات میں ماں، باپ کی بھی نگاہیں پھر جاتی ہیں، باپ اپنی بیٹی کو بھول جاتا ہے۔

جھانسی میں ایک مرتبہ میرا جانا ہوا ایک صاحب کے یہاں صبح کے وقت ٹھہرنا ہوا تھا، ایک لڑکا صاف ستھرے اچھے کپڑے پہنے ہوئے آیا اُس کو گود میں بٹھالیا، مٹھائی وغیرہ کوئی چیز کھانے کو دی تھوڑی دیر میں ایک اَور بچہ پرانے گندے کپڑے پہنے ہوئے خستہ حالت میں آیا اُس کو دیکھ کر کہا بس آگئے، لگ گئی خوشبو، کتوں کی طرح بھاگے چلے آئے، دُھتکار کر بھگایا اَور مجھ سے فرماتے ہیں کہ مولانا یہ میرا نواسہ ہے مجھ سے تو اَپنا خرچ پورا نہیں ہوتا اِن کا کہاں سے پورا کروں ؟ لڑکی ہے میرے سر پڑ گئی، مجبور ہوں۔

مجھے بہت ناگوار ہوا، میں ناراض ہو کر وہاں سے چلا آیا کہ ایسے شخص کے یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ باپ بھی بیچاری لڑکی کا نہ ہوگا تو دُنیا میں کون اُس کا ہوگا۔

شادی میں تاخیر نہ کیجیے :

ایک صاحب نے آکر اپنے لڑکے کے متعلق حضرت سے کچھ مشورے لیے اَور اُن کا لڑکا چندسال قبل مدرسہ میں زیرِ تعلیم بھی تھا اَب کسی مدرسہ میں پڑھانے کی بات چل رہی تھی اُن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کہیں سلسلہ لگا دیجیے۔ حضرت نے فرمایا وہ پہلے اپنی شکل تو دُرست کریں ڈاڑھی تو وہ کٹاتے ہیں لوگ اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی اِعراض کرتے ہیں (کیونکہ ایسے شخص کی اِمامت مکروہ تحریمی ہے تمام مقتدیوں کی نماز خراب کرتا ہے)۔اُن صاحب نے رشتہ کے متعلق بھی مشورہ کیا حضرت نے فرمایا رشتہ جلدی کر دیجیے اِس میں تاخیر نہ کیجیے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہیں سلسلہ سے لگ جائیں کچھ اِنتظام ہو جائے اُس کے بعد رشتہ مناسب رہے گا۔حضرت نے فرمایا اِس کا انتظار نہ کیجیے اللہ تعالیٰ سب اِنتظام فرما دے گا،آپ پہلے سے اِتنی فکر کر رہے ہیں۔

ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اَور فقر کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا شادی کرلو،خود قرآن میں ہے اَنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءُ اگر فقر ہے تو شادی کی برکت سے اللہ غنا نصیب فرما دے گا۔اَور اِس کا یہ مطلب نہیں کہ مال اَور جہیز خوب ملے گا بلکہ ذمّہ داری کا اِحساس ہو جاتا ہے آدمی کچھ کرنے لگتا ہے اَور اللہ برکت دیتا ہے۔ رزق کے سلسلہ میں زیادہ پریشان نہ ہونا چاہیے، جو آتا ہے مقدر کا کھاتا ہے پھر ایک بہو کو دو روٹی آپ نہیں کھلا سکتے ؟

اِن صاحب نے پھر پڑھانے کی بابت مشورہ کیا۔حضرت نے فرمایا سوچ کر بتلاؤں گا مقامی طور پر تو مناسب نہیں ہے، اِعتراضات کی بھرمار ہوتی ہے کام کرنا مشکل ہوتا ہے۔آئے دِن نئی نئی باتیں لوگ پیش کرتے ہیں ،طرح طرح کے اِعتراضات کرتے ہیں اِس سے بہتر ہے کہ آدمی باہر رہ کر سکون سے کام کرے۔

سادگی کے ساتھ بِلا بارات کے شادی کی ترغیب :

ایک طالب علم جن کی شادی ہونے والی تھی وہ اَور چند اَحباب حضرت کی خدمت میں لمبا سفر

کر کے چھوٹی سی گاڑی پر سوار ہو کر آئے تھے اَور کام ہو جانے کے بعد جلد ہی واپس ہونے لگے۔ حضرت نے طالب علم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ (جس طرح تم لوگ یہاں آئے ہو) کیا اِسی طرح سادگی کے ساتھ شادی اَور رُخصتی نہیں ہو سکتی کہ تین چار آدمی آئیں اَور رُخصتی کرالیں، نہ بارات نہ دھوم دھام، اگر تم لوگ عمل نہ کرو گے تو کون کرے گا ؟

منگنی اَور تاریخ میں دعوت کی ضرورت نہیں :

حضرت کے متعلقین اَور رشتہ داروں میں سے بعض لوگ ایک رشتہ کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کے لیے آئے، دَرمیانِ گفتگو حضرت نے فرمایا منگنی اَور تاریخ متعین کرتے وقت لوگوں کو جمع کرنے اَور دعوت کرنے کی کیا ضرورت ہے، دو چار لوگ آکر مشورہ کر کے تاریخ طے کرلیں۔

مسجد میں نکاح ہونے کی تحریک چلاؤ :

باندا کے مشہور آدمی بابا فرید حضرت سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے، حضرت نے اُن سے فرمایا باندا میں تم نوجوانوں کی ایک جماعت بناؤ، صدر اَور رُکن بنانے کی ضرورت نہیں، بس ایک جماعت ہو جو جگہ جگہ جا کر کام کرنے والی ہو اَور اِس کی تحریک چلاؤ کہ جتنے بھی نکاح ہوں سب مسجد میں ہوں، اِس کے علاوہ کسی اَور چیز کو اَبھی نہ چھیڑو، ابھی تو بس یہی تحریک چلاؤ کہ نکاح مسجد میں ہونے لگیں یہ سنت مردہ ہوتی جارہی ہے حدیث شریف میں آیا ہے **اَعْلِنُوا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ فِی الْمَسَاجِدِ** نکاح اعلان کے ساتھ کیا کرو اَور مسجد میں کیا کرو۔ کھانے پینے ٹھہرنے کا اِنتظام جہاں مناسب ہو کریں لیکن اِس پر زور دیں کہ جب نکاح کا وقت ہو تو تھوڑی دیر کے لیے مسجد میں آجائیں اَور اعلان کر دیا جائے کہ نکاح ہونے جارہا ہے جس کو شریک ہونا ہوگا مسجد میں آجائے گا۔

کانپور میں میں نے اِس کی تحریک چلائی اَلحمدللہ اَب صورتِ حال یہ ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کے یہاں بھی قیام تو کہیں اَور ہوتا ہے لیکن نکاح مسجد ہی میں ہوتا ہے۔ یہ سنت مردہ ہو رہی ہے اِس کو زِندہ کرنے کی ضرورت ہے (ہر جگہ کے لوگوں کو چاہیے کہ) اِس کی کوشش کریں۔

بیوی کے حقوق :

ایک عالم صاحب نے حضرت سے مشورہ لیا کہ میں مدرسہ میں پڑھاتا ہوں میری اہلیہ مکان میں میرے ماں باپ کے پاس ہے میں اہلیہ کو مدرسہ لانا چاہتا ہوں۔ مدرسہ کی طرف سے مجھے مکان ملا ہے لیکن میری والدہ اَور والد صاحب اِس بات پر راضی نہیں وہ کہتے ہیں کہ بیوی کو نہ لے جاؤ اَور وجہ اِس کی یہ ہے کہ اِس کے چلے آنے سے میں گھر میں خرچ کم بھیج سکوں گا بیوی رہے گی تو زیادہ بھیجوں گا اَور گھر میں مالی اِعتبار سے تنگی پریشانی بھی ہے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے ؟

حضرت نے فرمایا کہ بیوی کے بہت سے حقوق ہیں اُن میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جہاں خود رہے اپنے پاس بیوی کو رکھے۔ شریعت کا یہی حکم ہے شریعت کے حکم کے آگے سب کو جُھک جانا چاہیے۔ یہاں تک حکم ہے کہ اُس کی اِجازت کے بغیر دُوسری جگہ لیٹے نہیں اُس کے پاس ہی لیٹے۔

حضور ﷺ اِن باتوں کا کس قدر خیال فرماتے تھے۔ ایک کی باری میں دُوسری بیوی کے پاس ہرگز نہ جاتے اَور جس کی باری ہوتی اُس کے پاس ضرور جاتے، اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات میں بیوی کے پاس رہنا اُس کا حق ہے۔

اِن باتوں کو آدمی معمولی سمجھتا ہے حالانکہ اِس کی بہت اہمیت ہے۔ اِن باتوں کا تعلق ''حقوق العباد'' سے ہے۔ معلوم نہیں کس طرح لوگ بیویوں کو چھوڑ کر مہینوں بلکہ کئی کئی سال باہر رہتے ہیں، نہ بچوں کی فکر نہ بیوی کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو قانون مقرر کر دیا تھا کہ چار مہینے سے زائد کسی شخص کو بیوی سے علیحدہ رہنے کی اِجازت نہیں۔ اَور اَب تو لوگ سال سال بھر تک باہر رہتے ہیں، باہر ملک جا کر پیسہ کما رہے ہیں ایسا پیسہ کس کام کا، نہ بیوی کی شکل دیکھ سکے نہ بچوں کی، نہ رشتہ دَاروں سے ملاقات، نہ ماں باپ کی خدمت۔

ایسی عورتیں بھی سخت خطرہ میں ہوتی ہیں جن کے شوہر باہر رہتے ہیں، جن کے اَندر بہت تقوٰی

اَور عِفّت ہو وہ تو بچی رہتی ہیں ورنہ اُن کا بچنا مشکل ہوتا ہے اِس لیے کہ جیسے مردوں میں شہوت ہوتی ہے عورتوں میں بھی تو شہوت ہوتی ہے اَور شیطان عورتوں کو جلد بہکا لیتا ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

ایک صاحب تھے جو ہر وقت جماعت ہی میں رہتے تھے، ہر وقت اُن کا چلّہ ہی ہوا کرتا تھا جب دیکھو باہر سفر میں ہیں۔ بیوی کے حقوق کی کچھ پروانہیں اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اِن کی بیوی کے دُوسرے سے ناجائز تعلقات ہوگئے اَور وہ ہوا جو نہ ہونا چاہیے۔ ہر چیز میں اِعتدال ہونا چاہیے، اَکابر سے مشورہ نہیں کرتے، اِس قسم کے لوگ جو کرتے ہیں اپنی طرف سے کرتے ہیں ورنہ مرکز کی طرف سے اِس کی ممانعت ہے۔ خود مرکزِ تبلیغ میں جو لوگ رہتے ہیں بیوی بچوں کے ساتھ رہتے ہیں ورنہ سال میں کئی چھٹیاں دی جاتی ہیں جس میں جا کر وہ گھر والوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

ساس بہو کے ساتھ رہنے کا مسئلہ :

اِسی ضمن میں حضرت نے فرمایا کہ شادی شوہر سے ہوتی ہے یا شوہر کے ماں باپ سے ؟ عورت شوہر کی خدمت کے لیے آئی ہے نہ کہ ساس سسر کی خدمت کے لیے۔ بعض لوگ زبردستی عورت سے ماں باپ کی خدمت کراتے ہیں یہ ظلم اَور ناجائز ہے۔

اِسی واسطے حکم ہے کہ شادی کے بعد علیحدہ رہنا چاہیے، ساتھ رہنے میں بڑے فتنے ہوتے ہیں۔ اَحقر نے عرض کیا حضرت تھانویؒ نے بھی یہی فرمایا ملفوظ میں بھی وعظ میں بھی فتوی میں بھی۔ فقہاء نے بھی لکھا ہے صاحبِ بدائع وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ عورت اگر شوہر کے ماں باپ کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں تو شوہر کو علیحدہ رہنے کا اِنتظام کرنا ضروری ہے لیکن بہت سے لوگوں کے حلق کے نیچے یہ مسئلہ نہیں اُترتا۔ حضرت نے فرمایا حلق سے نیچے اُترے یا نہ اُترے مسئلہ یہی ہے شریعت کے حکم کے سامنے سب کو جھک جانا چاہیے۔

اَحقر نے عرض کیا کہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اِس مسئلہ کو ظاہر کرنے میں فتنہ ہوگا۔ اگر لوگوں کو اِس کی ترغیب دی جائے تو اِختلاف ہوگا۔ حضرت نے فرمایا اِس میں کیا فتنہ ہوگا ؟ اَور کیا اِس

میں فتنہ نہیں ہوتا کہ ساتھ رہ رہے ہیں آئے دن جھگڑے ہوتے ہیں بیوی نے ساس کی خدمت نہیں کی گھر کا کام نہیں کیا تو ظلم ہونے لگا اَور طلاق ہوگئی یہ فتنہ نہیں ہے ؟ اِس فتنہ کی فکر نہیں کہ پوری زندگی ہی برباد ہو جائے گی۔ زیادہ تر لڑائیاں اِسی کام کی وجہ سے ہوتی ہیں کہ بہو کام نہیں کرتی۔ اَرے بہو پر کام کرنا ضروری کب ہے مسئلہ کے اِعتبار سے دیکھو تو اُس پر تو روٹی پکانا بھی فرض نہیں۔

اَحقر نے عرض کیا بسا اَوقات حالات ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی لڑکا ہے اُس کی بوڑھی ماں ہے خود کام کرنا اُس کے لیے مشکل ہے، اَب اگر بہو لڑکا علیحدہ رہیں تو بوڑھی ماں کو کس قدر پریشانی ہوگی۔ حضرت نے فرمایا پھر بھی ساس کو بہو سے خدمت لینے کا حق نہیں ہے لڑکے کو چاہیے کہ اپنی ماں کی خدمت کرے، اُس کا اِنتظام رکھے نوکرانی لائے لیکن بیوی سے زبردستی خدمت لینے کا کوئی حق نہیں۔ اَلبتہ اَخلاقی طور پر اُس کو چاہیے کہ جب وہ محتاج ہے معذور ہے تو اُس کی خدمت کرے اُس میں بہو کی تخصیص نہیں کوئی بھی محتاج معذور ہو جو شخص پاس میں ہے اَخلاقی فرض یہ ہے کہ اُس کی خدمت کرے اُس کی مدد کرے۔

میری اہلیہ نے میری ماں کی تین سال تک برابر اِس طرح خدمت کی ہے کہ پاخانہ دُھلاتیں، گود میں اُٹھاتیں، کھلاتیں، پلاتیں، خوب خوشی سے خدمت کرتی تھیں اَور خوشی سے کرنا بھی چاہیے، اَخلاقی فریضہ بھی یہی ہے لیکن زبردستی اِس کی منشاء کے خلاف اُس سے خدمت لینے کا حق نہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے گھر میں سب لوگ علیحدہ رہتے ہیں صرف کھانا ساتھ پکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا اَرے اَصل تو یہی ہے اِسی سے تو سارے جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں، کھانا پکانا ضرور اَلگ ہونا چاہیے۔

اہلیہ کو لے کر علیحدہ رہیے اَور والدین کی خدمت کیجیے :

رمضان میں ایک صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اَور یہ شکایت کی کہ میری بیوی اَور ماں میں باہم نباہ نہیں ہوتا، آئے دِن اِختلافات اَور کشیدگی ہوتی رہتی ہے۔ یہ کہہ کر اُن صاحب نے

تعویذ چاہا۔حضرت نے فرمایا تعویذ تو میں دیتا لیکن آپ اہلیہ کو علیحدہ لے کر رہیے کھانا پینا بھی علیحدہ رکھیے اَور علیحدہ رہ کر والدین کی خدمت کریے، والدین اگر علیحدہ رہنے پر راضی نہ ہوں تب بھی علیحدہ رہیے ناراض ہوں تو ہوا کریں اُن کی خدمت کرتے رہیے، اِنشاء اللہ کچھ دن میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت اَقدس نے جو کچھ فرمایا بعینہٖ حکیم الاُمّت حضرت تھانویؒ نے بھی اِرشاد فرمایا ہے ملفوظات میں بھی مواعظ میں بھی اَور فتاوٰی میں بھی ، احقر نے سارے مضامین حقوقِ معاشرت ''تحفۂ زوجین'' نامی کتاب میں جمع کر دیے ہیں ۔حضرت نے فرمایا لوگ کتابیں نہیں دیکھتے ورنہ ساری باتوں کا علاج موجود ہے اَور فرمایا کہ یہ کتاب لوگوں کو ضرور پڑھنی چاہیے۔

بے پردگی کا نتیجہ :

فرمایا آج کل بے حیائی کا بازار گرم ہے ، بے حیائی بے پردگی اِس قدر عام ہو چکی ہے اَور ایسے ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں کہ اِس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اِدھر کچھ دنوں سے زیادہ ہی ایسے واقعات ہو رہے ہیں۔ ابھی اِسی سفر کی بات ہے بے چارے ایک کرم فرما جو واقعی بڑے دیندار ہیں علماء کی بڑی خدمت کرتے رہتے ہیں خود میرے اُوپر بھی اُن کے احسانات ہیں اَور وہ خود بھی نیک ہیں صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں لیکن اُن کی ایک بہن ہے غیر مسلم سے اُس کا تعلق ہو گیا ہے بس اُسی سے شادی کرنے کے لیے رتجھی پڑی ہے کہ شادی کروں گی تو اُسی سے، بیچارے بڑے پریشان ہیں ۔وہ کیا کر سکتے ہیں سب لوگ دُعا کرو، اصل میں بے پردگی جہاں بھی ہوگی اپنا اَثر دِکھائے گی زہر کوئی بھی کھائے اُس کا اَثر ہو کر رہے گا۔

دیندار گھرانوں میں بھی اگر بے پردگی ہوگی تو فساد ہوگا۔ یہ سب بے پردگی کا نتیجہ ہے لیکن اِس کے باوجود لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ خواہش کا بھوت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنی اَولاد تک کو چھوڑ دیتا ہے۔ کئی واقعات ایسے ہیں کہ عورت کا اَجنبی مرد سے تعلق ہوا وہ اپنے شوہر تک کو قتل کرنے کو تیار ہو گئی ۔ یہ بھوت ایسا ہوتا ہے کہ جو بھی اِس میں رُکاوٹ بنے گا وہ اُس کو دُور کرے گا۔ بھائی ہو

باپ ہو شوہر ہو کسی کی پروانہ ہوگی۔ بڑے فتنہ کا زمانہ ہے اللہ حفاظت فرمائے۔ شریعت کے خلاف جب کام ہوگا اُس کا یہی نتیجہ ہوگا۔

عورت چاہے تو شوہر اَور پورے گھر کو دِیندار بنادے :

فرمایا عورت کے حالات کا پورے گھر پر اَثر پڑتا ہے۔ اگر عورت دِیندار ہے تو دُوسری عورتوں کو بھی دِیندار بنادے گی اگر عورت آزاد بے پردہ ہے تو ایک کے آنے سے پورا ماحول گندہ ہوجائے گا۔

ایک جگہ کا قصہ ہے کہ ایک تحصیلدار صاحب تھے اُن کی شادی ایک صاحب کی لڑکی سے ہوئی جو حضرت تھانوی ؒ سے بیعت تھے بڑے دیندار تھے اُن کی دینداری کی شہرت تھی رشتہ ہوا اَور رُخصتی ہوگئی، رُخصتی کے بعد آتے ہی سب سے پہلے گھر میں دُوسری عورتوں سے اُس نے سلام کیا۔ نئی دُلہن کے لیے سلام کرنا بڑے عار کی بات سمجھتے ہیں عورتوں کو بڑا تعجب ہوا کہ بڑی بے حیا معلوم ہوتی ہے، جب نماز کا وقت آیا تو اُس نے خود ہی پانی مانگا وضو کیا اَور دُوسری عورت سے کہا کہ آپ لوگ بھی نماز پڑھیں سب کو وضو کرایا نماز پڑھائی۔ عورتوں میں چرچا ہوا یہ تو بڑی بے حیا ہے اَبھی سے ٹک ٹک باتیں کرتی ہے۔ اِس واسطے کہ اُس وقت عورتوں کے ماحول میں نئی دُلہن کے لیے بولنا جرم تھا پانی بھی نہیں مانگ سکتی دُوسری عورت ساتھ جاتی تھی اگر پانی کی ضرورت ہوتی تو پہلے اُس سے کہتی وہ لاکر دیتی۔

اَب کھانے کا وقت آیا کھانا سامنے لایا گیا تو کھانے سے اِنکار کردیا، بہت اِصرار کیا گیا تب بھی نہ کھایا۔ اَب بات پھیلی کہ بہو کچھ کھاتی نہیں۔ جب زیادہ اِصرار کیا گیا تو کہا اچھا جس سے میرا رشتہ ہوا ہے اُن کو بلا دیجئے اُن سے تھوڑی بات کرنا چاہتی ہوں۔ عورتوں میں ہائے ہائے مچ گئی کہ یہ کیسی بے حیا ہے اَبھی سے شوہر سے سب کے سامنے بات کرتی ہے، بڑی بے شرم ہے۔ شوہر کو بُلایا گیا اُس نے پوچھا کیا بات ہے ؟ جواب دیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ رشوت لیتے ہیں اَور رشوت کھانا حرام ہے اِس کو تو میں نہیں کھاؤں گی۔ میں آپ سے مطالبہ نہیں کرتی گھر قریب ہے میں اپنا خرچ چلالوں گی گفتگو ہوتی رہی۔ شوہر نے کہا کہ اِس میں میری بدنامی ہے۔ بیوی نے جواب دیا کہ اِس میں آپ کی

بدنامی معلوم ہورہی ہے اَور قیامت میں جو رُسوائی ہوگی اُس کا خیال نہیں ۔شوہر نے توبہ کی آئندہ کے لیے عہد کیا کہ کبھی رشوت نہ لوں گا ۔اِس کے بعد بیوی نے کھانے کی شرعی صورت بیان کی ۔جب عورت دیندار ہوتی ہے تو شوہر کو دیندار بنادیتی ہے، اُس کو دیکھ کر دُوسری عورتیں دیندار ہوجاتی ہیں ۔

وہ تحصیلدار صاحب بعد میں بہت دیندار ہو گئے تھے چہرہ پر ڈاڑھی آگئی تھی میرے پاس کثرت سے آتے تھے، باندا میں بھی رہے ہیں بعد میں ڈپٹی کلکٹر ہو گئے تھے، جب میں قربانی کے لیے جانور خریدنے جاتا تو میرے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے چلتے جب تک رہتا میرے ساتھ ہی رہتے ۔میں نے اُن سے کہا آپ کی ذِلّت ہوتی ہے کہنے لگے یہ ذلت ہزار دَرجہ اُس عزت سے اچھی ہے ۔اَب بیچاروں کا اِنتقال ہوگیا ہے بعد میں تو بہت دیندار ہو گئے تھے واقعی جب عورت دیندار ہوتی ہے تو مرد کو دیندار بنا سکتی ہے ۔

عورت بددین ہو تو شوہر کو بددین اَور گھر کو برباد کردے گی :

اگر عورت بددین اَور آزاد بے پردہ ہے تو مرد کو بھی بددین بنادے گی ۔کتنی جگہ آزاد عورتیں گھروں میں آئیں خود بے پردہ تھیں دُوسروں کو بے پردہ بنا دیا۔لباس ایسا کہ ہاتھ کھلے ہوئے پیٹ کھلا ہوا، ایسی عورتیں دُوسروں کو اَور شوہر کو بھی بددین بنادیتی ہیں ۔

اِس میں بھی ایک تحصیلدار صاحب ہی کا قصہ ہے بڑے دیندار تھے رشوت بالکل نہ لیتے تھے نماز روزہ کے پابند۔اِتفاق سے اُن کے چپڑاسی کے یہاں شادی تھی اُس نے تحصیلدار صاحب سے اِصرار کیا کہ صاحب اپنے گھر سے عورتوں کو بھیج دیں تو میری عزت رہ جائے گی اَور وہ تحصیلدار صاحب کسی کے یہاں شادی وغیرہ میں بھیجتے نہ تھے ۔ایک تو شادی میں بے پردگی بہت ہوتی ہے دُوسرے اَور بہت سی خرابیاں ہوتی ہیں اِس لیے اپنے گھر کی عورتوں کو شادی میں نہ بھیجتے تھے لیکن چپڑاسی نے بہت اِصرار کیا تو اُنہوں نے بھیج دیا، وہاں جا کر اِنہوں نے دیکھا کہ ساری عورتیں ایک سے ایک لباس پہنے زیور سے لدی پڑی ہیں اَور ہر پانچ منٹ میں نیا جوڑا بدلا جارہا ہے اَور عورتیں پوچھتیں کہ یہ کون ہیں تو

بتلایا جاتا کہ تحصیلدار صاحب کی بیگم ہیں اِن کی اَور ذلت ہوتی۔ بس وہاں سے آکر جب گھر آئی ہیں تو تحصیلدار صاحب پر برس پڑیں کہ میری ناک کٹا کے رکھ دی مجھے ذلیل ورُسوا کیا، چپڑاسی اَور نوکران کی عورتیں تو زیور سے لدی رہتی ہیں، نئے نئے جوڑے منٹ منٹ پر بدلے جاتے ہیں اَور میرے پاس صرف ایک سادہ جوڑا، زیور سے بالکل ننگی۔

تحصیلدار صاحب نے سمجھایا کہ اَرے جتنی تنخواہ ہے اُسی کے مطابق اِنتظام کرتا ہوں وہ لوگ دُوسری طرح آمدنی کرتے ہیں رشوت لیتے ہیں۔ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں تو آپ کے لیے کیا دَروازہ بند ہے، آپ کو کس نے منع کیا ؟ اَلغرض اِتنا پیچھے پڑیں بالآخر شوہر کو مجبور کر دیا وہ رشوت لینے لگے اَور اُن کی ساری دینداری ختم ہوگئی۔ یہ تحصیلدار صاحب کی کمزوری اَور ڈھیلے پن کی بات تھی ورنہ سخت ہو جاتے، نہ لیتے رشوت، کیا کر لیتی عورت، گھر سے نکال دیتے دماغ دُرست ہو جاتا۔

جب عورت بددین ہوتی ہے تو شوہر کو بھی بددین بنا دیتی ہے اِسی وجہ سے اہلِ کتاب یہودی یا عیسائی عورتوں سے کوئی نکاح کرے تو نکاح تو جائز ہو جائے گا لیکن اِس کی ممانعت ہے کیونکہ اِس سے گھر برباد ہوتا ہے۔

دورانِ گفتگو فرمایا کہ شوہر بیوی کا بے تکلف ہو کر ماں باپ اَور اپنے بڑوں کے سامنے بولنا ہنسی مذاق کرنا جائز تو ہے لیکن اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ کچھ چیزیں عرفی ہوتی ہیں، عرف میں اُس کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ فقہا کی تصریح کے مطابق اَدب کا مدار عرف پر ہے اَور عرف میں بڑوں کے سامنے بے تکلف ہو کر بات کرنے کو بے اَدبی سمجھا جاتا ہے لہٰذا یہ بہت بڑی بے اَدبی اَور بے حیائی ہے۔

مناقب صحابۂ کرام و اہلِ بیتِ اَطہار رضی اللہ عنہم

﴿ حضرت سیّد اَنور حسین نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ ﴾

اِرشادِ باری تعالیٰ :

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ . (سُورة التوبه آيت ۱۰۰)

''اَور جو لوگ قدیم ہیں، پہلے وطن چھوڑنے والے اَور مدد کرنے والے اَور جو اُن کے پیچھے آئے نیکی سے، اللہ راضی ہوا اُن سے اَور وہ راضی ہوئے اُس سے، اَور رکھے ہیں واسطے اُن کے باغ، نیچے بہتی نہریں، رہا کریں اُن میں ہمیشہ، یہی ہے بڑی مراد ملنی۔''

حضرت اَبوسعید خدریؓ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا : میرے کسی صحابی کی شان میں اَدنیٰ سی گستاخی بھی نہ کرو کیونکہ اُن کا مرتبہ حق تعالیٰ کے یہاں اِس دَرجہ بلند ہے کہ اگر کوئی غیر صحابی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو میرے صحابی کے ایک سیر بھر بلکہ آدھ سیر جو خیرات کرنے کے برابر بھی نہ ہوگا۔ (بخاری، مسلم، اَبوداؤد، ترمذی)

حضور ﷺ نے فرمایا : جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوں تو اُن سے یوں کہہ دو کہ تمہاری اِس بُری حرکت پر خدا کی لعنت ہو۔ (ترمذی)

سرورِ کائنات ﷺ نے اِرشاد فرمایا : اے لوگو ! اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرو، میرے دُنیا سے چلے جانے کے بعد (یہ جملہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ اِرشاد فرمایا) اِس کے بعد فرمایا کہ میرے صحابہ کو لعن وطعن کا نشانہ مت بناؤ، یاد رکھو جو میرے صحابہ سے محبت کرے گا تو دَرحقیقت اُس کو میری محبت کی بناء پر اُن سے محبت ہوگی اَور جو اُن سے بغض رکھے گا تو دَرحقیقت مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اُن سے

بغض ہوگا۔ جو میرے صحابہ کو اَذیت دے گا اُس نے مجھ کو اَذیت پہنچائی اَور جس نے مجھ کو اَذیت پہنچائی اُس نے حق تعالیٰ کو اَذیت دی اَور جس نے حق تعالیٰ کو اَذیت دی تو اُس پر عذابِ اِلٰہی نازل ہونے کا اَندیشہ ہے۔ (ترمذی)

مناقب سیّدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ :

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس نے علی (رضی اللہ عنہ) کی شان میں گستاخی کی تو گویا اُس نے میری شان میں گستاخی کی۔ (اَحمد)

حضرت براء بن عازب اَور زید بن اَرقم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجة الوداع سے واپس ہوتے ہوئے مقام غدیر خم پر پہنچے تو آپ نے حضراتِ صحابۂ کرامؓ کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کر یہ اِرشاد فرمایا کہ اے لوگو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں تمام مومنوں کے نزدیک اُن کی جانوں سے بھی عزیز تر ہوں۔ سب نے تسلیم کرتے ہوئے عرض کیا بیشک ایسا ہی ہے۔ اِس کے بعد آپ نے اِرشاد فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں ہر مومن کو اُس کی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوں۔ سب نے عرض کیا، بیشک ایسا ہی ہے۔ اِس کے بعد آپ نے فرمایا :

''اے اللہ! میں جس کا مولیٰ بن جاؤں، علیؓ بھی اُس کے مولیٰ ہوں، اے اللہ! محبت کیجیے اُس شخص سے جو علیؓ سے محبت کرے اَور دُشمن رکھیے اُس شخص کو جو علیؓ سے دُشمنی رکھے۔''

اِس اِرشاد کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کو مبارکباد دی اَور فرمایا، اے اِبن اَبی طالب مبارک ہو، اَب تو آپ ہر مومن مرد و عورت کے مولیٰ بن گئے۔ (اَحمد)

مناقب سیّدۃ النساء فاطمۃ الزَّہراء رضی اللہ عنہا :

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اُس کو مبغوض رکھا اُس نے مجھ کو مبغوض رکھا اَور

جس نے اُس کو ناخوش کیا اُس نے مجھ کو ناخوش کیا اَور جس نے اُس کو اَذیت پہنچائی اُس نے مجھ کو اَذیت پہنچائی۔ (بخاری و مسلم)

حضورِ اَقدس ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِرشاد فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آج کی رات میں ایک مقدس فرشتہ زمین پر نازل ہوا جو اِس سے پہلے زمین پر نہیں آیا تھا اَور حق تعالیٰ سے اِجازت لے کر اِس مقصد سے نازل ہوا کہ مجھ کو سلام کرے اَور یہ بشارت سنائے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی اَور حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) نوجوانانِ جنت کے سردار ہوں گے۔ (ترمذی)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وفات مبارک سے چند روز پہلے حضورِ اَقدس ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اِرشاد فرمایا : اے فاطمہ! تمہارے لیے بہت خوشی کا مقام ہے کہ تمہیں جنتی عورتوں کی سردار بنایا جائے گا۔ (حاصل حدیث: رواہُ البخاری و مسلم)

مناقب سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما :

حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ (حضرت) حسنؓ نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک سے نصف اعلیٰ میں سرتا بہ سینہ تک بہت مشابہ تھے اَور (حضرت) حسینؓ سینہ کے بعد سے قدم مبارک تک نبی کریم ﷺ کے جسم اَطہر سے بہت ہی مشابہت رکھتے تھے۔ (ترمذی)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضورِ اَقدس ﷺ کی گود میں حضرت حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) تھے اَور آپ یہ دُعا فرمارہے تھے : اے اللہ ! میں حسن اَور حسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتا ہوں، اے اللہ آپ بھی اِن دونوں کو اَپنا محبوب بنالیجیے اَور اُن لوگوں سے بھی محبت فرمایئے جو اِن سے سچی محبت کریں۔

حضرت اَبوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ ہمارے سامنے اِس طرح تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے ایک کاندھے پر حسن (رضی اللہ عنہ) اَور دُوسرے پر حسین (رضی اللہ عنہ) تھے۔ آپ ﷺ غایتِ شفقت سے کبھی ایک کو پیار کرتے اَور کبھی دُوسرے کو۔

اِس پر حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ خدا کی قسم ! آپ کو تو اِن دونوں بچوں سے بہت محبت معلوم ہوتی ہے۔ اِس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

''جو حسن اَور حسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرے گا اُس نے دَرحقیقت مجھ سے محبت کی اَور جو اِن دونوں سے بغض رکھے گا وہ دَراصل مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔''

(اَلبدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۲۰۵)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دَریافت کیا گیا کہ آپ کو اہلِ بیت ؓ میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے ؟ تو اِس پر آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ سب سے محبوب مجھ کو حسن اَور حسین (رضی اللہ عنہما) ہیں اَور بارہا آپ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا کرتے تھے : میرے پاس میرے دونوں بیٹوں حسن اَور حسین کو بُلا دو تاکہ میں اُن کو محبت سے اپنے سینے سے لگاؤں اَور پیار کروں۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کے وقت نبی کریم ﷺ تشریف لائے، اِس شان سے کہ آپ ایک اُونی منقش کمبل اَوڑھے ہوئے تھے، اِتنے میں حسن ؓ بن علی آگئے، آپ نے اِن کو اپنے کمبل میں داخل کرلیا پھر حسین ؓ بھی آگئے، آپ نے اِن کو بھی اپنے کمبل میں داخل کرلیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ نے اِن کو بھی اپنے کمبل میں داخل کرلیا اِن کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے آپ نے اِن کو بھی اِسی کمبل میں لے لیا۔ اِس کے بعد آپ ﷺ نے قرآنِ کریم کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی : اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا. اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ اے پیغمبر کے گھر والو! تم سے (معصیت و نافرمانی کی) گندگی دُور رکھے اَور تم کو (ظاہراً و باطناً، عقیدۃً وعملاً وخلقاً) بالکل پاک و صاف رکھے۔ (ترجمہ از تفسیر بیان القرآن)

حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی تھانوی ؒ اپنی تفسیر بیان القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''غرض کہ لفظ اہل بیت کے دو مفہوم ہیں۔ ایک اَزواج، دُوسرے عترت۔ خصوصیتِ قرائن سے کسی

مقام پر ایک مفہوم مراد ہوتا ہے، کہیں دُوسرا، اَور کہیں عام بھی ہو سکتا ہے۔'' (ج ۹ ص ۴۸)

حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ مقام خُم کے قریب جو مکہ اَور مدینہ کے درمیان واقع ہے، کھڑے ہو کر عام مسلمانوں کے سامنے خطبہ دیا۔ خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد مختلف نصیحتیں فرمائیں، اِس کے بعد اِرشاد فرمایا :

''اے لوگو! میں بھی ایک اِنسان ہوں، عنقریب زمانہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار کا پیامی آئے گا اَور میں اُس کی دعوت پر لبیک کہوں گا تو میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑ کر جاؤں گا، اُن میں پہلی چیز ''کتاب اللہ'' ہے جس میں ہدایت اَور نور ہے۔ تم کتاب اللہ کو مضبوط پکڑ لو اَور اُس کی حفاظت کی پوری پوری کوشش کرو (اِس کے بعد آپ نے مختلف طریقے پر کتاب اللہ کی حفاظت اَور اُس پر عمل کرنے کی رغبت دِلائی) اُس کے بعد اِرشاد فرمایا دُوسری چیز میرے ''اہلِ بیت'' ہیں۔ تم خدا سے ڈرنا میرے اہلِ بیت کے معاملے میں، تم اللہ سے ڈرنا میرے اہلِ بیت کے معاملے میں (یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ اِرشاد فرمایا)۔'' (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب ایک عراقی مُحرِم نے اِن سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ بحالتِ اِحرام مکھی کو مارنا جائز ہے یا نہیں ؟ تو حضرت اِبنِ عمرؓ نے ناخوش ہو کر اِرشاد فرمایا : اہلِ عراق مجھ سے بحالتِ اِحرام مکھی مارنے کے بارے میں مسئلہ پوچھ رہے ہیں حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دیا اَور یاد رکھو نبی کریم ﷺ حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں دُنیا میں میری خوشبوئیں ہیں۔ (بخاری شریف)

حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز میں حسین (رضی اللہ عنہ) کو گود میں لیے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اَور آپ کی گود میں اُن کو بٹھلا دیا۔ آپ اِن کو گود میں

لیے ہوئے تھے کہ میں پھر کسی کام میں لگ گئی۔ اَچانک جب میری نگاہ نبی کریم ﷺ کے چہرہ اَنور پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے ہیں، حیرت سے میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں جاری ہو رہے ہیں ؟

نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا میرے پاس اَبھی جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اَور مجھ کو مطلع کیا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ میرے اُمتی میرے اِس پیارے بیٹے کو قتل کر دیں گے۔ اُم فضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے دوبارہ تعجب سے معلوم کیا کہ کیا حسین (رضی اللہ عنہ) ہی کے ساتھ یہ معاملہ پیش آئے گا ؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ہاں حسین ہی کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا۔'' (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز دوپہر کے وقت خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پراگندا بال غبار آلود تھے۔ آپ کے دستِ مبارک میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا۔ پس میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کا یہ کیا حال ہے اَور یہ شیشی کیسی ہے ؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : یہ حسین اَور اُن کے یاروں کا خون ہے، میں صبح سے اَب تک اِسے جمع کرتا رہا ہوں''۔ حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اُس وقت کو اچھی طرح سے یاد رکھا۔ پس میں نے پایا کہ حسین (رضی اللہ عنہ) ٹھیک اُسی وقت میں شہید کیے گئے۔ (مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ، رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ و رواہ اَحمد)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ہر نبی اَور خلیفہ کے دو مخفی رفیق ہوتے ہیں :

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰہُ مِنْ نَّبِیٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِیْفَۃٍ اِلَّا کَانَتْ لَہٗ بِطَانَتَانِ، بِطَانَۃٌ تَأْمُرُہٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَحُضُّہٗ عَلَیْہِ ، وَبِطَانَۃٌ تَأْمُرُہٗ بِالشَّرِّ وَ تَحُضُّہٗ عَلَیْہِ فَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰہُ.

(بخاری شریف کتاب الاحکام رقم الحدیث ۷۱۹۸)

''حضرت اَبوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی نہیں بھیجا اَور ایسا کوئی خلیفہ مقرر نہیں کیا جس کے دو مخفی (چھپے ہوئے) رفیق (ومشیر) نہ ہوں، ایک رفیق تو نیک کام کرنے کا حکم دیتا ہے اَور نیکی پر آمادہ کرتا ہے، دُوسرا رفیق برائی کا حکم دیتا ہے اَور برائی پر آمادہ کرتا ہے اَور معصوم (بے گناہ) تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ (گناہوں سے) محفوظ رکھیں۔''

فائدہ : دو مخفی اَور چھپے ہوئے رفیقوں سے مراد فرشتہ اَور شیطان ہیں یہ دونوں اِنسان کے باطن میں رہتے ہیں، فرشتہ تو نیک کام کرنے کی ہدایت کرتا اَور نیکی کی ترغیب دیتا رہتا ہے جبکہ شیطان برے کام پر اُکساتا اَور برائی کی طرف دھکیلتا رہتا ہے۔

مجتہد کو درست اِجتہاد کرنے پر دو اَجر ملتے ہیں :

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ فَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَ اِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ ثُمَّ اَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ.

(بخاری شریف کتاب الاعتصام رقم الحدیث ۷۳۵۲)

''حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرمارہے تھے کہ جب کوئی حاکم فیصلہ کرتے وقت اِجتہاد کرے اور درست فیصلہ کرے تو اُسے دو اَجر ملتے ہیں اور جب کوئی حاکم فیصلہ کرتے وقت اِجتہاد کرے لیکن اُس سے (فیصلہ میں) غلطی ہو جائے تو اُسے ایک اَجر ملتا ہے۔''

دو ٹھنڈی نمازوں پر جنت کی بشارت :

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ. (بخاری شریف کتاب مواقیت الصلوۃ رقم الحدیث ۵۷۴)

''حضرت اَبو بکر بن اَبو موسٰی اَپنے والد اَبو موسٰی اَشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اَکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں (فجر اَور عصر) پڑھتا رہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

غزوۂ اُحد میں حضور علیہ السلام نے دو زِرہیں پہن رکھی تھیں :

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ عَلَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ قَدْ ظَاھَرَ بَیْنَھُمَا. (مشکوۃ شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۳۸۸۶)

''حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ اُحد کے دن نبی کریم ﷺ (کے جسم اَقدس) پر دو زِرہیں تھیں جو آپ نے ایک دُوسرے پر پہن رکھی تھیں۔''

دو جماعتوں کو جہنم سے آزادی نصیب ہوگی :

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ حَرَّرَھُمَا اللّٰہُ مِنَ النَّارِ، عِصَابَۃٌ تَغْزُوا الْھِنْدَ، وَ عِصَابَۃٌ تَکُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ. (سُنن النسائی رقم الحدیث ۳۱۷۵)

(باقی صفحہ ۶۳)

شبِ براءت..........فضائل و مسائل

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ماہِ شعبان کی فضیلت :

یوں تو ہر دِن ہر مہینہ ہر سال ہی محترم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے مگر کچھ دِن اَور مہینے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص فضیلت عطا کی ہے اُن میں سے ایک مہینہ شعبان المعظم کا بھی ہے، اِس مہینہ کی اَحادیثِ مبارکہ میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : '' شعبان میرا مہینہ ہے اَور رمضان اللہ تعالیٰ کا ''(مسند فردوس دیلمی)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رجب المرجب کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ ﷺ یوں دُعا فرماتے : یا اللہ! رجب اَور شعبان کے مہینے میں ہمارے لیے برکت فرما اَور خیریت کے ساتھ ہم کو رمضان تک پہنچا۔''(اِبن عساکر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ''جناب رسول اللہ ﷺ (شعبان میں) اِتنے زیادہ روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ اَب آپ افطار نہ کریں گے اَور کبھی آپ افطار کیے جاتے (یعنی روزے ہی نہ رکھتے) یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اَب آپ روزے نہیں رکھیں گے اَور میں نے آپ کو کسی مہینہ میں شعبان کے مہینے سے زیادہ (نفلی) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔''(بخاری و مسلم)

اِس حدیث کے پیش ِنظر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے تھے ؟ تو اِس کی وجہ بھی حدیث میں موجود ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اُسامہؓ نے ایک مرتبہ آپ سے دَریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو شعبان میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں اِس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ''شعبان ایسا مہینہ ہے جو رجب اَور رمضان کے درمیان ہے لوگ اِس کی فضیلت سے غافل ہیں، اِس

مہینہ میں اللہ رب العالمین کے حضور میں لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں میری آرزو یہ ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو۔'' (نسائی)

شبِ براءت کی فضیلت :

ماہِ شعبان المعظم میں ایک رات آتی ہے جو بڑی فضیلت والی رات ہے، اِس رات کے کئی نام ہیں : (۱) لَیْلَةُ الْبَرَاءَةِ یعنی دوزخ سے بری ہونے کی رات (۲) لَیْلَةُ الصَّکِّ یعنی دستاویز والی رات (۳) لَیْلَةُ الْمُبَارَکَةِ یعنی برکتوں والی رات۔ عُرفِ عام میں اِسے ''شبِ براءت'' کہتے ہیں۔ ''شب'' کے معنی فارسی زبان میں رات کے ہیں اَور ''براءت'' عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بری ہونے اَور نجات پانے کے ہیں۔ یہ شعبان کی پندرہویں شب کو ہوتی ہے۔

اَحادیثِ مبارکہ میں اِس شب کی بڑی فضیلت آئی ہے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ

''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمانِ دُنیا پر نزول فرماتے ہیں اَور قبیلۂ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرماتے ہیں۔'' (ترمذی و ابن ماجہ)

کہتے ہیں کہ عرب میں اِس قبیلہ کے پاس تقریباً بیس ہزار بکریاں تھیں، اَندازہ فرمائیے کہ بیس ہزار بکریوں کے کتنے بال ہوں گے ؟ اُن کا شمار کرنا بھی اِنسان کے بس کی بات نہیں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اِس رات میں اِتنے لوگ دوزخ سے بری کیے جاتے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

ایک دُوسری حدیث میں آتا ہے کہ

''جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ کیا کوئی بخشش کا طلبگار ہے کہ میں اُس کو بخش دُوں، کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُسے رزق دُوں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اُسے (تکلیف) سے نجات دُوں، کیا کوئی ایسا ہے کیا کوئی ایسا ہے ؟ غرض تمام رات اِسی طرح دربار رہتا ہے اَور عام بخشش کی بارش ہوتی رہتی ہے حتی کہ فجر ہو جاتی ہے (اَور دَربار برخاست ہو جاتا ہے)۔'' (بیہقی)

شب ِبراءت میں کیا ہوتا ہے؟ :

حضورِ انور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں : تمہیں معلوم ہے شعبان کی اِس (پندرہویں) شب میں کیا ہوتا ہے ؟ اُنہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اِس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اِس سال میں جتنے پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اَور جتنے اِس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اِس رات میں لکھ دیے جاتے ہیں اَور اِس رات میں سب بندوں کے اعمال (سارے سال کے) اُٹھائے جاتے ہیں اَور اِسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اُترتی ہے۔'' (بیہقی)

ایک اِعتراض اَور اُس کا جواب :

یہاں ایک اِعتراض پیدا ہوتا ہے کہ روزی وغیرہ تو پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھی جا چکی ہے پھر اِس کا کیا مطلب کہ اِس شب میں اِنسان کو ملنے والی روزی لکھ دی جاتی ہے۔

اِس اِعتراض کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ اِس شب مذکورہ کاموں کی فہرست لوحِ محفوظ سے علیحدہ کرکے اُن فرشتوں کے سُپرد کردی جاتی ہے جن کے ذمہ یہ کام ہیں۔ اَلغرض اِس رات پورے سال کا حال قلمبند ہوتا ہے رزق، بیماری، تنگی، راحت و آرام، دُکھ، تکلیف حتی کہ ہر وہ شخص جو اِس سال پیدا ہونے یا مرنے والا ہو اُس کا وقت بھی اِسی شب میں لکھا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اِس مہینے کی پندرہویں شب میں مَلَکُ الموت (عزرائیل علیہ السلام) کو ایک رجسٹر دیا جاتا ہے اَور حکم دیا جاتا ہے کہ پورے سال میں مرنے والوں کے نام اِس رجسٹر سے نقل کرلو۔ کوئی آدمی کھیتی باڑی کرتا ہے، کوئی نکاح کرتا ہے، کوئی کوٹھی اَور بلڈنگ بنوانے میں مشغول ہے مگر اُس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میرا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے۔

حضور علیہ الصلٰوۃ والسّلام کا پندرہویں شب میں معمول :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ :

ایک رات رسولِ اَکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اَور لباس تبدیل فرمانے لگے لیکن پورا لباس اُتارا نہ تھا کہ پھر کھڑے ہوگئے اَور لباس زیب ِتن فرمایا۔ اِس پر مجھے سخت رشک آیا اَور گمان ہوا کہ آپ میری کسی سوکن کے یہاں جارہے ہیں آپکی روانگی کے بعد میں بھی پیچھے پیچھے چلی یہاں تک کہ میں نے آپ کو ''بقیع غرقد'' (جنت البقیع) میں اِس حالت میں دیکھا کہ آپ مسلمان مرد وزَن اَور شہداء کے لیے مغفرت طلب فرمارہے ہیں ۔ یہ دیکھ کر میں نے دِل میں کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ اللہ کے کام میں مشغول ہوں اَور میں دُنیاوی کام میں لگی ہوئی ہوں ، اِس کے بعد میں لوٹ کر اپنے حجرہ میں آئی ، میں لمبی لمبی سانس لے رہی تھی کہ اِتنے میں آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے اَور فرمایا عائشہ کیا بات ہے سانس کیوں پُھول رہا ہے ؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تشریف لاکر لباس تبدیل فرمانے لگے، اَبھی لباس اُتارنے بھی نہ پائے تھے کہ دوبارہ لباس زیب ِتن کیا، اِس پر مجھے رَشک آیا اَور خیال ہوا کہ آپ کسی اَور زوجہ کے گھر تشریف لے جارہے ہیں تاآنکہ میں نے آپ کو قبرستان میں دُعا میں مشغول دیکھا۔ اِس پر آپ نے اِرشاد فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ اللہ اَور اُس کا رسول تم پر کوئی ظلم وزیادتی کرے گا ؟

واقعہ یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اُنہوں نے کہا کہ آج شعبان کی پندرہویں شب ہے جس میں قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں اَور مشرک ، کینہ ور، قطع تعلق کرنے والے ، بدسلوک ، غرور سے زمین پر لباس گھسیٹ کر چلنے والے ، والدین کے نافرمان اَور عادی شراب خور کی طرف اِس شب نظرِ کرم نہیں فرماتے ، اِس کے بعد آپ نے لباس اُتارا اَور فرمایا اے عائشہؓ شب بیداری کی اِجازت ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان بصد شوق چنانچہ آپ کھڑے ہوگئے اَور عبادت کرنے لگے ۔ دَورانِ نماز ایک بڑا لمبا سجدہ کیا جس پر مجھے آپ کی قبض ِرُوح کا گمان ہوا، میں اُٹھ کر آپ کو دیکھنے بھالنے لگی میں نے آپ کے تلووں کو ہاتھ لگایا تو اُن میں حرکت تھی ، اِس پر مجھے خوشی ہوئی ۔ میں نے آپ کو سجدہ میں یہ دُعا کرتے سُنا :

اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ .

صبح کو میں نے آپ ﷺ سے اِن دُعاؤں کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اِن دُعاؤں کو یاد کرلو اَور دُوسروں کو بھی اِن کی تعلیم دو کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ دُعائیں سکھائیں اَور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں۔(ماثبت بالسنة ص ۱۷۳)

شبِ براءت میں کن لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی ؟ :

بہت سی حدیثوں میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ کچھ بدنصیب لوگ ایسے ہیں کہ اِس برکت والی رات میں بھی رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں اَور اُن پر نظرِ عنایت نہیں ہوتی ۔ذیل میں ایسے بدقسمت لوگوں کی فہرست پیش کی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو :

(۱) مُشرک (۲) جادُوگر (۳) کاہن ونجومی (۴) بُغض اَور کینہ رکھنے والا (۵) جلاّد (۶) ظُلم سے ٹیکس وصول کرنے والا (۷) باجا بجانے والا اَور اُن میں مصروف رہنے والا (۸) جُوا کھیلنے والا (۹) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا (۱۰) زانی مرد وعورت (۱۱) والدین کا نافرمان (۱۲) شراب پینے والا اَور اُس کا عادی (۱۳) رشتہ داروں اَور مسلمان بھائی سے ناحق قطع تعلق کرنے والا۔

یہ وہ بدقسمت لوگ ہیں جن کی اِس بابرکت رات میں بھی بخشش نہیں ہوتی اَور رحمتِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں ۔اِس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈالے اَور غور وفکر کرے کہ کہیں اِن عیبوں میں سے میرے اَندر تو کوئی عیب اَور بُرائی نہیں ، اگر ہو تو اُس سے توبہ کرے اَور حق تعالیٰ کی طرف رُجوع کرے ، یہ خیال نہ کرے کہ میرے اِتنے اَور ایسے گناہ کیسے معاف ہوں گے ، یہ شیطانی خیال ہے۔

پندرہویں شعبان کے روزہ کا حُکم :

آپ ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اَور دُوسروں کو بھی اِس کی ترغیب

دیتے تھے، خاص طور پر پندرہویں شب کے روزے کے متعلق آپ کا یہ اِرشاد منقول ہے کہ جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو قیام کرو (یعنی نمازیں پڑھو) اَور (اَگلے) دِن کا روزہ رکھو۔'' (اِبن ماجہ)

شبِ براءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اَور کن کاموں سے بچنا چاہیے :

(۱) اِس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے۔

(۲) قبرستان جانا اَور مُسلمان مردوزن کے لیے اِیصالِ ثواب کرنا مستحب ہے۔

(۳) اَگلے دِن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

اِس شب میں صلٰوۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اَور اِس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اَور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ اَدا کریں، ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اَور فرائض چھوٹ جائیں۔

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اکیلے قبرستان گئے تھے اِس لیے اکیلے جائیں اَور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں، عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں۔

بہتر ہے کہ شعبان کی ۱۳، ۱۴ اَور ۱۵ تینوں دِن کے روزے رکھ لیے جائیں اِنہیں ''اَیَّامِ بِیْض'' کہتے ہیں اَور اِن دِنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

اِس شب میں آتش بازی ہرگز نہ کی جائے اِس کا سخت گناہ ہے اَور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔ چراغاں نہ کیا جائے کیونکہ اَوّل تو یہ شریعت سے ثابت نہیں، دُوسرے اِس میں اِسراف ہے۔

بہت سے لوگ اِس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہو جاتے ہیں، شریعت سے اِس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں۔

بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہو کر شوروغوغا کرتے ہیں اِس سے بچا جائے اِس کا سخت گناہ ہے، بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دُوسرے کو پتہ نہ چلے، آنحضرت ﷺ اَور صحابہ کرام ؓ اِس شب میں اِس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اَور عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

جامعہ مدنیہ جدید میں جمادی الثانی کے آخری عشرہ میں سالانہ اِمتحانات منعقد ہوئے۔

۲۵ر جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ/ ۶ رمئی ۲۰۱۳ء بروز پیر جامعہ مدنیہ جدید میں ختمِ بخاری شریف کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر مختصر بیان فرمایا آخر میں پاکستان اَور پوری اُمتِ مسلمہ کے لیے خصوصی دُعا فرمائی۔ اَگلے روز سے جامعہ میں سالانہ تعطیلات ہوئیں۔

۲۸ر رجب ۱۴۳۴ھ/ ۸ر جون ۲۰۱۳ء کو اِمتحانی مرکز جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات ہوں گے اِنشاءاللہ جس میں کل 190 طلباء شرکت کریں گے۔

بقیہ : گلدستہ احادیث

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا : میری اُمت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جہنم سے آزادی نصیب فرمائیں گے، ایک وہ جماعت جو غزوۂ ہند میں شریک ہوگی، دُوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ اِبن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہوگی۔''

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامد

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزو اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0954-020-100-7915-0)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (0954-040-100-1046-1)MCB کریم پارک برانچ لاہور